جامعہ عثمانیہ پشاور کا ترجمان

ان الانسان لفی خسر

ماہنامہ العصر پشاور پاکستان

مدیر مسئول
مفتی غلام الرحمن

العصر اور آپ کی ذمہ داری

جن حضرات کی رکنیت کا ایک سال پورا ہو رہا ہے۔ ان سے درخواست ہے کہ نئے سال کے
اپنا چندہ مبلغ =/70 (ستر روپے) سالانہ مقامی نمائندگان کے ذریعہ یا بذریعہ منی آرڈر دفتر "ماہ
العصر" کو بھیج دیں تاکہ اس کمرتوڑ مہنگائی۔ ناموافق فضا اور ابتدائی حالات کے ہوتے ہوئے "الع
اپنا خوشگوار سفرجاری و ساری رکھ سکے۔
چندہ کے اختتام پر اطلاع دینے کے باوجود کسی رکن کی طرف سے زرتعاون موصول نہ ہونے
(وی۔ پی) بھیجا جائے گا۔ جس کا وصول کرنا رکن کا اخلاقی اور مذہبی فریضہ ہے۔

ادارہ العصر کے نمائندگان حضرات

1- خان بادشاہ :- سٹور سپروائزر چراٹ سیمنٹ فیکٹری پوسٹ بکس 28 ضلع نوشہرہ۔
2- مولانا فصیح الرحمان صاحب :- 229/A بلاک اے شیرشاہ کالونی کراچی 28
3- مولانا مفتی محمد کمین :- [illegible] سوات
4- مولانا ضیاء الرحمان :- [illegible] دوبندی بازار جہانگیرہ ضلع
5- شاہ نواز صاحب :- گاؤں [illegible] سرائے نعمت خان ضلع ہری پور ہزارہ
6- حمید خان و ظاہر شاہ :- پاکستان ٹوبیکو کمپنی [illegible] شفٹ خوشحال گروپ ضلع نوشہرہ۔
7- مولانا شمشاد علی صاحب :- ناظم اعلیٰ دارالعلوم سعیدیہ اوگی ضلع مانسہرہ۔
8- قاضی محمد طیب :- مقام عمرزئی ضلع چارسدہ
9- جناب غنی الرحمان :- غنی فوٹو سٹیٹ مال روڈ مردان
10- مولانا خلیل اللہ حقانی :- مقام روپ کئی تحصیل الائی ضلع بٹ گرام
11- مولانا خواجہ عبدالماجد صدیقی :- خانیوال ایک مینار والی مسجد
12- مولانا مفتی محمد زرین شاکر خطیب جامع مسجد صدیق اکبر محلہ پٹھان خیر آباد
13- حاجی محمد حسین - حسین انٹرپرائزز ڈھیری باغبانان پشاور
14- مفتی دلبر شاہ - مدرسہ عربیہ اظہار الاسلام پنڈی روڈ چکوال
15- قاری ولی اللہ - خطیب (پی ٹی وی) پشاور

Scanned with CamScanner

جامعہ عثمانیہ پشاور کا ترجمان

ماہنامہ العصر پشاور

جلد نمبر 3 شمارہ نمبر 10

مجلسِ ادارت
سرپرست: شیخ الحدیث مولانا شیر علی شاہ
پی ایچ ڈی مدینہ منورہ
مدیرِ مسئول: مفتی غلام الرحمٰن ○ نائب مدیر: مولانا ذاکر حسن نعمانی

اکتوبر 1997ء / جمادی الثانی 1418ھ

بدلِ اشتراک
فی پرچہ: ۷ روپے
سالانہ اندرونِ ملک: ۷۰ ″
بیرونِ ملک: ۱۵ ڈالر
رابطہ
فون دفتر: ۰۹۱-۲۷۳۵۹۱
خط و کتابت
ماہنامہ العصر پوسٹ بکس ۱۲۰۹
جامعہ عثمانیہ پشاور کینٹ پاکستان
ترسیلِ زر
ماہنامہ العصر اکاؤنٹ نمبر ۷۸۸،
یونائیٹڈ بینک
سنہری مسجد روڈ پشاور صدر
پبلشر
مفتی غلام الرحمٰن
مقام اشاعت: جامعہ عثمانیہ
عثمانیہ کالونی نوتھیہ روڈ پشاور صدر
پرنٹرز- وحدت پرنٹرز پشاور

اس شمارے میں

امریکہ کی نئی پالیسی کے اثرات	مدیر مسئول	2-
دار الافتاء	مفتی غلام الرحمٰن	5-
انسانی ترقی کا صحیح اور غلط تصور	مفتی نجم الرحمٰن	10-
نئی دنیا کی جھلک	مولانا حسن جان	16-
ٹیکس کی شرعی حیثیت	ذاکر حسن نعمانی	19-
اموال مشترکہ سے انتفاع کا دوسرا طریقہ	مفتی غلام الرحمٰن	31
تبصرہ کتب	مولانا حسین احمد	4[illegible]

صدائے عصر

مدیر مسئول

امریکہ کی نرم پالیسی کے اثرات !!!

امریکی وزارت خارجہ نے کہا ہے کہ سلامتی کونسل کے مستقل ارکان کی تعداد میں اضافے کے لئے امریکہ یورپ سے جرمنی اور ایشیاء سے جاپان کی حمایت کر رہا ہے جبکہ دیگر ممالک کے معاملہ میں وہ غیر جانبدار ہے اطلاعات کے مطابق امریکی وزیر خارجہ نے اپنے پاکستانی ہم منصب کو یقین دہانی کرائی ہے کہ ان کا ملک سلامتی کونسل کی نشست پر بھارت کی حمایت نہیں کرے گا۔

سلامتی کونسل کی نشست کے حصول کے لئے بھارت کی دوڑ دھوپ کسی سے مخفی نہیں بھارت کی موجودہ حکومت سیاسی اعتبار سے کمزور ترین حکومت سمجھی جاتی ہے۔ وہ اپنی بقاء کے لئے کسی مضبوط سہارے کی تلاش میں ہے۔ سلامتی کونسل کی رکنیت کے لئے تگ و دو میں وہ کچھ وقت کے لئے اپنے اقتدار کا تحفظ سمجھتا ہے۔ ورنہ عملی طور پر اس کھیل میں بھارت کی کامیابی مشکل ہے کیونکہ بھارت آج تک عملی طور پر اقوام متحدہ کے وجود کا منکر ہے کشمیر کے بارے میں اقوام متحدہ کی قراردادوں کو پس پشت ڈال کر نصف صدی تک کشمیر پر جابرانہ قبضہ کو دوام بخشنا اور ابھی بھارت کے اٹوٹ انگ کا نعرہ لگانا درحقیقت اقوام متحدہ کا نہ ماننے کے مترادف ہے۔ اگرچہ امریکہ کی یقین دہانی کچھ حد تک باعث تسلی ہے لیکن اس پر زیادہ اعتماد کرنا خوش فہمی کے سوا کچھ نہیں اگر امریکہ کو کہیں اپنے مفادات کا تحفظ بھارت کو سیٹ دلانے میں نظر آئے تو ان تمام حالات کے باوجود بھارت کو سلامتی کونسل کی رکنیت دلانا کوئی مشکل نہیں۔ یہ اس کے دائیں ہاتھ کا کام ہے۔ کیونکہ اقوام متحدہ' آئی ایم ایف یا ورلڈ بینک جیسے ادارے امریکہ کے آلہ کار ہیں۔ ان میں نصب و عزل یا کوئی تبدیلی امریکی خواہش کی تکمیل ہوتی ہے وہ ایک رات

Scanned with CamScanner

میں بھارت کے لئے کئی ووٹ دلا سکتا ہے۔

لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا امریکہ کے موجودہ موقف میں کوئی تبدیلی رونما ہو سکتی ہے یا نہیں؟ برصغیر کے بارے میں امریکہ کی موجودہ دلچسپی خطرہ کی گھنٹی سے کم نہیں درحقیقت امریکہ کو اپنے مفادات کے تحفظ کے لئے برصغیر میں ایک ایسے اڈہ کی ضرورت ہے جس سے وہ اپنے مضبوط حریف چین کی نگرانی کرسکے اور خود ایشیاء میں کسی اسلامی یا غیر اسلامی ملک کو امریکہ کے مفادات کو نقصان پہنچانے کی جرات نہ ہو۔ شاید ایک نام نہاد خود مختار کشمیر سٹیٹ کے قیام سے اس کا مقصد پورا ہو۔

اس کے لئے سازگار ماحول بنانے کے لئے امریکہ کو بھارت اور پاکستان دونوں کو ہم نوا بنانا ہوگا۔ شاید امریکہ بھارت کو سلامتی کونسل کی رکنیت دلانے پر قائل کرے اور پاکستان کے ارباب اقتدار تو ویسے بھی امریکہ کی ادنیٰ لب کشائی اپنے لئے معراج سمجھتے ہیں۔ چنانچہ مدتوں سے پاکستان اور بھارت امریکہ سے کشمیر کے تنازعہ پر ثالث کے کردار ادا کرنے کے لئے درخواستیں دے رہے تھے۔ ابھی امریکہ بھی اس پر راضی ہو کر ثالثانہ کردار کے لئے پر تول رہا ہے۔ اگر امریکہ ثالثانہ کردار کے لئے تیار ہو تو اس کی صورت یہی ہوگی کہ مقبوضہ کشمیر بھارت سے اور آزاد کشمیر پاکستان سے لے کر آزاد ریاست کے نام سے ایسی حکومت قائم کرے گا جس کو امریکی مفادات کا تحفظ جان سے پیارا ہوگا۔

اگر امریکہ عرب کو اپنی زمین سے بے دخل کرکے یہود کو ٹھکانا دلا سکتا ہو تو کشمیر کی آزاد ریاست کے قیام کے لئے اس کے لئے کیا رکاوٹ ہے؟ گزشتہ دنوں میں اطلاعات کے مطابق بھارت نے مقبوضہ کشمیر میں لداخ کو خود مختار علاقہ قرار دیا ہے ایسا نہ ہو کہ یہ امریکہ کے ارادوں کی تکمیل کا پیش خیمہ ہو۔

روس کے خاتمہ کے بعد امریکہ نے پاکستان کو بالکل پس پشت ڈال کر اس کو تباہ کرنے پر تلا ہوا تھا۔ دوستی اور راہ و رسم کے وہ تمام طرق بھول گیا جو جہاد افغانستان کے دوران ان کے باہمی عہد و پیمان کے نتیجہ میں سامنے آئے تھے۔ کبھی دہشت گردی اور کبھی پریسلر ترمیم کے بہانہ سے پاکستان کے معاشی میدان پر شب خون مار کر بڑی دیدہ دلیری سے ایف سولہ جہازوں کے لئے دی ہوئی رقم پر غاصبانہ قبضہ جما رکھا۔ لیکن چند دنوں سے ان تمام پابندیوں اور سختیوں میں نرمی کے آثار دکھائی دے رہے ہیں۔

اگرچہ ہمارے نادان حکمران امریکہ کی نرم مزاجی، اپنی خارجہ پالیسی کی کامیابی قرار دے رہے ہیں لیکن درحقیقت یہ ایک خطرناک کھیل کی ابتداء ہے اس سے پاکستان کے معاشی اور دفاعی نظام کو تباہ کرنے کے آثار دکھائی دے رہے ہیں۔

ملک کے سنجیدہ طبقہ کی رائے ہے کہ امریکہ کا ادنیٰ قرب خود اپنے پاؤں پر کلہاڑی مارنے کے مترادف ہے۔ اس لئے امریکہ کی ہر بات سوچ سمجھ کر سننا چاہئے۔ ممکن ہے اس وقت امریکہ پاکستان پر ایک بار پھر قرض اور امداد کی سکیموں کے دروازے کھول دے اور ارباب اقتدار دھوکہ کے شکار ہو کر ان مفادات کی خاطر امریکہ کی ثالثی کی حامی بھرے۔ لیکن یہ پاکستان کی ناقابل معافی غلطی ہوگی۔

امریکہ کے مفادات کا ادنیٰ تحفظ اگر ایک طرف دین دشمنی کو تقویت دینے کے مترادف ہے تو دوسری طرف اسلامی ممالک سے بعد کا ذریعہ بھی ثابت ہوسکتا ہے۔ یہ حقیقت اظہر من الشمس ہے کہ روس کے بعد اگر امریکہ اسلام دشمنی پر تلا ہوا ہے تو اس میدان میں اہم ہدف امریکہ کے لئے پاکستان ہے۔ کیونکہ مسلمانان عالم کی نظریں پاکستان پر لگی ہوئی ہیں۔

ایسی حالت میں پاکستان کو کیا کرنا چاہئے؟ امریکہ کی دوغلی پالیسی اور مفاد پرستی کو مدنظر رکھتے ہوئے کبھی بھی اس پر اعتماد نہیں کرنا چاہئے اور سلامتی کونسل کی رکنیت کے مسئلہ میں پاکستان کو امت اسلامی کے اجتماعی مفادات کو شو بنا کر محنت کرنا ضروری ہے۔ پاکستان کی کامیابی اس میں ہے کہ وہ سلامتی کونسل میں مسلمانوں کے لئے رکنیت کے لئے کوشش کریں آج تک یہ ادارہ دنیا کے ایک ارب اور دس کروڑ مسلمانوں کی نمائندگی سے محروم ہے۔ اگر امت اسلامی کے لئے رکنیت دلانے میں پاکستان کو کامیابی ملے تو یہ دنیا کے بے دین لوگوں کے لئے بڑی شکست ہوگی۔ خود پاکستان عظیم کامیابی سے ہمکنار ہوسکتا ہے۔ بہرحال حالات میں بڑی تیزی سے تبدیلی آرہی ہے۔ ایسا نہ ہو کہ مسلمان قوم ناعاقبت اندیشی اور اپنی کوتاہ فہمی سے ایک بار پھر دشمنان اسلام کے مذموم مساعی اور نامراد منصوبوں کا شکار ہوں۔

والعصر ان الانسان لفی خسر

Scanned with CamScanner

دارالافتاء

مفتی غلام الرحمٰن

دو فریقین کے باہمی تنازعہ کی صورت میں بیانات اور فیصلہ اس دفعہ شامل دارالافتاء ہے

زیق اول:- حاجی جان سید ولد لعل سید ساکن شیرو جھنگی پشاور

منکہ جان سید یہ دعویٰ کرتا ہوں کہ میں اپنے بھائی جان محمد اور ظاہر اللہ کے ملائیشیاء ویزہ کے لئے میر زمان ولد خیر محمد کو مبلغ ایک لاکھ 33 ہزار 1'33000 روپے پاکستانی دے وں اور پاسپورٹ دے کر موصوف نے میرے ساتھ یہ وعدہ کیا تھا کہ میں یہ رقم لے کر دونوں کو ملائیشیا بھیجوں گا اور ان کو صحیح ویزے دلاؤں گا۔ اس پر موصوف نے باقاعدہ معاہدہ م پر دستخط کئے۔ موصوف نے میرے ان دونوں افراد کو ملائیشیا بھیجا لیکن اس نے ان کو ی ویزہ پر بھیجا جبکہ اس نے ہمارے ساتھ دو سال کے اگریمنٹ کرکے اصلی ویزہ کی ت قبول کی ہے۔ ابھی دونوں افراد وہاں پر تین مہینے گزار کر واپس آئے ہیں۔ چونکہ وف ہمارے ساتھ کئے ہوئے وعدہ کو نبھا نہ سکا۔

اس لئے جب میرے دونوں بھائی واپس آئے تو میں نے ان سے رابطہ کیا تو مدعی علیہ بھائی غلام نبی نے مجھے کہا کہ ہمیں ایک مہینہ صبر کریں یکم کو میں رقم دوں گا۔ بعدازاں م نبی منکر ہوا اس کے بعد ہم شریعت کے لئے ایک دفعہ مولانا عبداللطیف صاحب کے پاس گئے۔ انہوں نے فیصلہ کیا ہے لیکن یہ لوگ وہ فیصلہ نہیں مانتے ہیں۔

میں ابھی ان سے اپنے حق 1'33'000 کا مطالبہ کرتا ہوں کہ مجھے یہ رقم دے دیں۔ رے پاس اس کے گواہ موجود ہیں کہ غلام نبی نے مجھے رقم دینے کا وعدہ کیا تھا۔

حاجی جان سید بقلم خود ذکریا جان مورخہ 10 ستمبر 1997ء

بیان فریق دوئم :-

میر زمان ولد حاجی خیر محمد ساکن حاجی آباد چارسدہ روڈ پشاور

منکہ میر زمان یہ اقرار کر کے لکھ دیتا ہوں کہ میں خود درزی ہوں اور میری دکان ہے - جس میں میرے ساتھ محب اللہ ولد ذکریا شاگرد ہے - ذکریا اور اس کا والد دونوں نے محمد فیاض کے ساتھ ویزہ کا معاملہ کیا ہے - میں ان کے معاملہ سے بالکل بے خبر ہوں - میں نے ان کی کوئی ضمانت نہیں دی ہے - میرا اس میں کوئی کردار نہیں - محمد فیاض جو ویزوں والا ہے' وہ ہمارے ساتھ پڑوس میں رہتا ہے - جہاں تک مجھے معلومات ہیں تو اس نے ان کے دونوں لڑکوں کو ویزہ دے کر بھیجا ہے - ان کے ساتھ اور آدمی بھی بھیجے ہیں - ان کے لڑکے شاید وہاں کام نہ کر سکے اس لئے واپس ہوئے ابھی مجھ پر دعویٰ کر کے یہ کہتا ہے کہ تم نے ضمانت کی ہے - حالانکہ میں نے کوئی ضمانت نہیں کی ہے اور ان کی رقم کی مجھے کوئی معلومات بھی نہیں اور نہ میں نے رقم یا پاسپورٹ لیا ہے -

دستخط میر زمان خان - غلام نبی خان

منکہ حاجی غلام نبی یہ اقرار کر کے لکھ دیتا ہوں کہ میرا اپنے بھائی سے کوئی شراکتی معاملہ نہیں اور نہ میں نے کبھی فریق اول کی رقم کی ادائیگی کی ذمہ داری قبول کی ہے - صرف یہ بات ہے کہ حاجی جان سید نے میرے پاس حاجی رحیم جان کو بھیجا کہ تمہارے ساتھ جان سید کا کام ہے تم دکان پر آؤ - میں جب جان سید کے پاس آیا تو اس نے مجھے کہا کہ تمہارے بھائیوں نے ہماری ضمانت کی ہے میں نے کہا کہ میں اپنے بھائیوں سے معلومات کروں گا - میں نے بھائیوں سے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ ہم نے کوئی ضمانت نہیں کی میں نے صبح جان سید کو بتایا کہ میں نے بھائیوں سے پوچھا انہوں نے یہ ضمانت نہیں کی اور نہ وہ اس کے بارے میں معلومات رکھتے ہیں ہمیں اس کے بارے میں کوئی معلومات نہیں - دستخط غلام نبی خان

"استفسارات"

Scanned with CamScanner

سوال (مدعی سے):- کیا تم نے حسب دعویٰ میر زمان ولد خیر محمد کو مبلغ ایک لاکھ 33 ہزار روپے بروئے گواہان بمعہ پاسپورٹ دیئے ہیں؟

جواب:- ہم نے میر زمان ولد خیر محمد کو مبلغ ایک لاکھ 33 ہزار روپے دیئے ہیں - اس وقت کے ہمارے پاس گواہ نہیں لیکن ایگریمنٹ فارم پر اس کا دستخط بطور ثبوت موجود ہے - جو فارم میں C/O کے عنوان سے اس کے دستخط موجود ہیں - البتہ غلام نبی نے مجھ سے کم تاریخ تک رقم کی ادائیگی کاوعدہ کیا ہے - اس کے گواہان ہمارے پاس موجود ہیں - جو خان زمان ولد زمان، محمد افضل ولد - - - - ہیں - ان دونوں کے روبرو غلام نبی کی ادائیگی کا اقرار موجود ہے میر زمان کے دستخط نہیں صرف ایگریمنٹ فارم پر C/O میر زمان لکھا ہوا ہے -

شرعی فیصلہ مابین فریقین

ا=- حاجی جان سید ولد لعل سید ساکن شیرو جھنگی چارسدہ روڈ پشاور

ب=- میر زمان ولد حاجی خیر محمد ساکن حاجی آباد چارسدہ روڈ پشاور

مندرجہ بالا فریقین کے منکہ تحریری بیانات سے چند باتیں سامنے آئیں یہ کہ

1- فریق اول جان سید کا یہ دعویٰ ہے کہ ہم نے فریق ثانی میر زمان ولد خیر محمد کو اپنے دو افراد کے ملائیشیا ویزہ کے لئے 1'33'000 ایک لاکھ 33 ہزار روپے پاکستانی دیئے ہیں موصوف نے ہمارے ساتھ یہ وعدہ کیا تھا کہ وہ ہمارے ان دو آدمیوں کو مستقل ویزہ دلا کر ملائیشیا بھیجنے کا پابند ہوگا -

2- حسب بیان فریق اول کہ فریق ثانی نے جس شرط پر ہم سے رقم وصول کی تھی ان شرائط کو پورا کرنے میں یہ ناکام رہا ہے کیونکہ اس نے مستقل ویزہ کی جگہ ان دونوں افراد کو سیاحتی ویزہ لگوایا جو کسی کاروبار کرنے کے بجائے صرف تین مہینے گزار کر واپس آئے ہیں -

3- حسب بیان فریق اول، فریق ثانی کے بھائی غلام نبی نے ہمارے ساتھ رقم کی واپسی کا وعدہ کرکے تاریخ مقرر کی تھی لیکن وہ اس کی ادائیگی میں ناکام رہ کر ابھی انکار کر رہا ہے - جبکہ غلام نبی کی رقم کی ادائیگی کے اقرار کے گواہان ہمارے پاس موجود ہیں -

4- فریق اول اس کا اقرار کر رہا ہے کہ میر زمان کو رقم اور پاسپورٹ دیتے وقت اس کی طرف سے رقم کی وصولی کے ہمارے پاس گواہان نہیں ہیں -

تاہم ایگریمنٹ فارم پر C/O میر زمان کا جملہ موجود ہے جو اس کا دستخط شمار ہوتا ہے

5- فریق ثانی میر زمان فریق اول سے رقم کی وصولی سے منکر ہے اور یہ بیان دیا

کہ فریق اول کا ایک فرد میرے پاس دکان میں درزی کا کام کرتا ہے اور وہ

محمد فیاض ہے - جو ہماری دکان کے قریب رہتا ہے ان دونوں کے معاملہ سے میں بالکل بے خبر

ہوں اور میں نے کسی قسم کی رقم وصول نہیں کی ہے اور نہ کوئی ذمہ داری اٹھائی ہے۔

اس بیان کی موجودگی میں مدعی کے بیان میں چند باتیں قابل توجہ ہیں۔

1- کیا ایگریمنٹ فارم پر C/O کا جملہ دستخط شمار ہوتا ہے یا نہیں اور کیا اس سے دستخط کنندہ پر کوئی ذمہ داری عائد ہوتی ہے یا نہیں۔

2- فریق ثانی کے بھائی حاجی غلام نبی پر مبینہ دعویٰ کہ اس نے رقم کی ادائیگی کا اقرار کرکے تاریخ مقرر کی ہے جس پر حسب بیان فریق اول باقاعدہ گواہان موجود ہیں - کیا اس سے مدعی کے دعویٰ رقم کے ثبوت کو کوئی فائدہ پہنچتا ہے یا نہیں۔

ہمارے خیال میں شرعی نقطہ نظر سے مدعی کے دونوں باتیں موصوف کے دعویٰ کے اثبات کے لئے مفید نہیں کیونکہ ایگریمنٹ فارم پر C/O میر زمان کے جملہ کے علاوہ کوئی ایسا مواد نہیں پائے جاتے جو میر زمان کی کفالت کی نشاندہی کرے جبکہ خود یہ جملہ نہ دستخط ہے اور نہ اقرار کا متبادل ہے۔

ایسا ہی غلام نبی کا رقم کی ادائیگی کا باقاعدہ اقرار اگر گواہان کی گواہی سے ثابت بھی ہو تو اس سے مدعی علیہ پر رقم کا ثابت ہونا مشکل ہے - غلام نبی کو زیادہ سے زیادہ کفیل بالمال ٹھہرایا جاسکتا ہے اور کفالہ بالمال قبول کرنے سے یہ لازم نہیں کہ اصیل پر دین ہو۔

والدلیل علیٰ ذلک ما فی الھدایہ:

لانہ تعتمد صحتھا قیام الدین فی زعم الکفیل فلا یتعدی الیہ

(ھدایہ ج 24/3)

وقال ابن الھمام تحت ھذہ العبارۃ:

اذ زعمہ لا یلزم غیرہ

(فتح القدیر ج 326/4)

Scanned with CamScanner

نتیجہ بحث

مذکورہ معاملہ میں فریق اول جان سید ولد لعل محمد مدعی ہے لیکن حسب بیان یہ اپنے دعویٰ کے اثبات میں باقاعدہ گواہان پیش کرنے سے قاصر ہے۔ اس لئے اس کے مطالبہ پر مدعی علیہ یعنی فریق ثانی میر زمان کو قسم دے سکتا ہے۔

لحدیث النبی ﷺ " البینته علی المدعی والیمین علی من انکر " جرگہ کے افراد کو یہ ہدایت کی جاتی ہے کہ وہ مدعی علیہ میر زمان سے مدعی کے کہنے پر قسم کا مطالبہ کریں۔

اگر قسم کھانے سے انکار کرے تو مدعی کی رقم ادا کرے۔ لیکن اگر قسم کھالی تو بری ہو کر مدعی کا کوئی حق اس پر ثابت نہ ہوگا۔

واللہ الموفق

غلام الرحمٰن عفی عنہ

بقیہ ۱۲۸ تاہم یہ ضروری ہے کہ اتنا قلیل بھی نہ ہو جس سے اصل منافع مفقود رہیں۔

لیکن کیا قاضی / حاکم جبری طور پر کوئی ایسا حربہ استعمال کر سکتا ہے کہ مشترکہ ملکیت میں تقسیم کی جملہ قسمیں قابل عمل نہ ہونے کی وجہ سے اس چیز کو فروخت کر کے اس کی قیمت ورثاء میں حصص کے اعتبار سے تقسیم کرے۔

عام قواعد و ضوابط کی رو سے اس کی حقیقت خرید و فروخت کے معاملے سے غیر نہیں۔ جس میں طاقت کا استعمال خود بیع کی حقیقت سے متصادم ہے۔ کیونکہ اس میں شرکاء کی رضا مندی ضروری ہے۔

جبکہ جبری تقسیم میں رضا مندی باقی نہیں رہتی۔ شرکاء کا اس میں کوئی کردار نہیں رہتا۔ بلکہ تمام تر معاملہ حاکم وقت کی لب کشائی پر موقوف رہتا ہے۔

Scanned with CamScanner

انسانی ترقی کا صحیح اور غلط تصور

مفتی نجم الرحمن
مدرس جامعہ عثمانیہ

ترقی کا مغربی تصور

اہل مغرب ظاہر بینی کی وجہ سے اس تصور کے قائل ہیں کہ دنیا میں اگر انسان کے پاس ضروریات زندگی کے تمام اشیاء موجود ہوں ہر قسم کی تکالیف سے خالی امن و سکون پر مبنی زندگی کا مالک ہو وہ سب سے زیادہ ترقی یافتہ کہلائے گا۔ اس مقصد کے حصول کے لئے انہوں نے اپنی تمام تر صلاحیتیں مادیات کی ترقی پر خرچ کیئے - چونکہ انسان فطرتی طور پر ظاہری چیزوں سے جلدی اثر قبول کرتا ہے اور اس کا خواہش مند ہے کہ کسی طریقے سے اس کو بغیر تکلیف کے تمام سہولیات میسر ہوں - چنانچہ اس فطری تقاضے کو سامنے رکھ کر اہل مغرب نے مادیات کی ترقی کو اپنی محنت کا مرکز بنایا اور اس میدان میں حیران کن ترقی حاصل کی - ایسے کارنامے انجام دیئے کہ ساری دنیا کو حیرت میں ڈال دیا - ان کی ایجادات کو دیکھ کر لوگ غیر اختیاری طور پر ان کے مدح خواں ہوئے - فضائی، بری، بحری ہر میدان میں ان کی سحر آمیز ایجادات نے دنیا میں انقلاب برپا کیا۔ جو سفر مشقتوں کے ساتھ مہینوں میں طے کیا جاتا تھا اب بغیر مشقت کے گھنٹوں اور منٹوں میں طے کیا جاتا ہے چند بٹن دبانے سے ہزاروں میل دور اپنے ہم جنس سے باآسانی گفتگو ہوسکتی ہے - گھر بیٹھ کر چھوٹی سی سکرین سے دنیا کے مختلف مقامات کے نظاروں سے لطف اندوزی حاصل ہوسکتی ہے - خاص کر 17 ویں ہجری صدی کے دیگر ایجادات کے علاوہ آج کل کے انٹرنیٹ نے تو پوری دنیا میں ہلچل مچا دیا - پتہ نہیں آگے چل کر مادی میدان میں کیا کیا کارنامے انجام دیں گے - الغرض اپنی ایجادات کی بدولت انہوں نے اپنی قابلیت کا لوہا منوا کر

اپنے آپ کو لوگوں کی توجہ کا مرکز بنایا۔

ان مادیاتی ترقی کو دیکھ کر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ان چیزوں کی ترقی نے واقعی ان کو ترقی یافتہ بنایا اور کہاں تک یہ لوگ اطمینان بخش اور پر سکون زندگی حاصل کرنے میں کامیاب ہوئے۔ تو اس کا جواب ان کی حالات پر نظر ڈالنے سے خود بخود سامنے آئے گا۔ ان کے حالات کسی سے مخفی نہیں۔ آئے روز ان کے معاشرے میں ایسے واقعات پیش آتے ہیں کہ کسی ترقی یافتہ قوم سے اس قسم کے واقعات کا تصور بھی ناممکن ہے۔ ان کی معاشرتی زندگی ان گنت خرابیوں پر مشتمل ہے۔ خاص کر جن لوگوں کو ان کے ساتھ رہنے کا موقع ملا ہو وہ اس سے بخوبی واقف ہوں گے۔

رنگ و نسل کے نا سے جو ظلم ہو رہا ہے۔ اس کی نظیر پچھلے زمانوں میں بھی نہیں ملتی۔ گوروں کالوں کی نفرت تو انتہا کو پہنچ چکی ہے۔ یہاں تک کہ بعض ممالک میں تو معاشرہ کی تقسیم رنگ کی بنیاد پر ہوئی ہے۔ جو زیادہ گورا ہوگا اس کو زیادہ سہولیات ملیں گی جو اس سے کم درجے کا ہوگا اس کو اس سے کم۔ ... اقتصادی سیاسی اور سماجی میدانوں میں ان کا معاشرہ بے اعتدالی اور بد انصافی کا شکار ہے۔

ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ جدید سہولیات کی موجودگی میں ان کی زندگی پرسکون ہوتی۔ لیکن معاملہ بالکل اس سے برعکس ہے۔ انفرادیت، دنیاوی لالچ، خود غرضی اور مفاد پرستی نے ہر ایک کو دوسرے سے بیزار بنایا۔

اجتماعی زندگی کا تصور تو عنقاء بن چکا ہے۔ یہاں تک کہ باپ بیٹا اور بیٹا باپ کو اپنے پاس زندگی گزارنے کو برداشت نہیں کرتا۔ اگر کوئی میدان میں اترتا ہے اور لوگوں کے ساتھ ہمدردی، محبت اور خیر خواہی کا دعویٰ کرتا ہے یا اس کے لئے رفاعی ادارے قائم کرتا ہے تو یہ محض ذاتی شہرت اور بڑے ایوارڈ کے حصول کے لئے کرتا ہے۔ الغرض ان کی زندگی بد امنی اور بے چینی کی سخت لپیٹ میں ہے۔ قتل و غارت، لوٹ کھسوٹ میں پہلے نمبر پر ہیں۔ بے چینی اور بے اطمینانی کا نتیجہ یہ ہے کہ دنیا میں خودکشی کی سب سے زیادہ شرح ان ممالک

میں پائی جاتی ہے اگر وہ اپنی زندگی سے مطمئن ہیں تو اتنی خود کشیاں کیوں ہوتی ہیں بس ان کی زندگی بعینہ اس آیت کا مصداق ہے ومن اعرض عن ذکری فان لہ معیشتہ ضنکا" (سورۃ طٰہٰ) (جو شخص میری نصیحت سے اعراض کرے اس کے لئے تنگی کی زندگی ہے) تنگی کا معنی یہ نہیں کہ فقر و فاقہ میں مبتلا ہوگا بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ دولت اور سب کچھ کے ہوتے ہوئے اس کو دنیا میں سکون نصیب نہ ہوگا۔

ترقی کا اسلامی تصور

اسلام کا تصور ان سے بالکل مختلف ہے۔ اسلام میں وہ شخص سب سے زیادہ ترقی یافتہ اور کامیاب متصور ہوگا جو سب سے زیادہ اچھے اوصاف کا حامل ہو۔ اسلام میں مادیات کی ترقی کو انسان کی ذاتی ترقی میں کوئی دخل نہیں۔ کیونکہ اگر کوئی شخص ایسا ہو جس کے پاس دنیاوی اشیاء موجود نہ ہوں لیکن وہ خشیت خداوندی۔ خوش خلقی۔ ایفائے عہد۔ راست گوئی وغیرہ جیسے عمدہ اوصاف سے آراستہ ہو تو یقیناً" اس کا وجود معاشرے کے لئے رحمت ہے۔ بخلاف اس شخص کے کہ جس کے پاس دنیاوی سامان وافر مقدار میں پائے جاتے ہوں لیکن وہ اچھے اوصاف سے عاری ہو بلکہ بدمعاشی' بد خلقی وغیرہ کا مرتکب ہو تو اس کا وجود معاشرے کے لئے ناسور ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآنی تعلیمات میں کہیں بھی یہ نہیں پایا جاتا کہ اللہ تعالیٰ نے اس شخص کو کامیاب قرار دیا ہو جو سب سے زیادہ دولت مند ہو بلکہ جہاں کہیں بھی کسی کو کامیاب قرار دیا ہے وہاں اس کے اچھے اوصاف کا تذکرہ بھی کیا ہے۔ چنانچہ سورۃ المومنون میں اللہ تعالیٰ نے جن لوگوں کی کامیابی کا اعلان کیا ہے پہلی دس آیتوں میں ان کے عمدہ اوصاف بھی بیان کئے ہیں۔

قد افلح المومنون۔ الذین ھم فی صلاتھم خاشعون والذین ھم عن اللغو۔ الایہ

ان آیتوں میں عبادات میں اللہ تعالیٰ کا استحضار۔ بد خلقی سے اجتناب۔ معاشرتی حقوق کی رعایت کے لئے زکوٰۃ کی ادائیگی۔ عصمت دری سے پرہیز۔ امانت داری۔ ایفائے عہد اور تمام عبادات پر استقامت جیسے اوصاف رکھنے والے کو کامیابی کی خوشخبری سنائی

نسائی کی روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کسی صحابی نے سوال کیا کہ
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خلق کیسا اور کیا تھا انہوں نے فرمایا آپ کا خلق یعنی طبعی عادت
ی جو قرآن میں ہے اس کے بعد یہ دس آیتیں تلاوت کرکے فرمایا بس یہی خلق و
تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی۔ ابن کثیر ج 319/3

خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو ایسا نظام عطا کیا ہے کہ جس میں نہ رنگ
ل کا کوئی لحاظ ہے نہ امیر و غریب کا کوئی فرق بیان کیا ہے بلکہ ان سب امتیازات کو
ے اکھاڑا ہے اور یہ عام اعلان کیا ہے کہ چاہے تم گورے ہو یا کالے۔ امیر ہو یا
عربی ہو یا عجمی جس قوم جس مقام جس نسل سے بھی تعلق رکھتے ہو تم میں سب
زیادہ عزت مند وہ شخص ہے جو تم میں سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والا ہو۔
اکرمکم عند اللہ اتقکم چونکہ اسلام میں ترقی کا انحصار اخلاقیات پر ہے۔ اس
اسلامی معاشرے کا قیام عدل و انصاف۔ اخوت۔ باہمی الفت و محبت۔ ہمدردی اور
خواہی پر مبنی ہے۔ جس میں ظلم و جدل۔ خود غرضی۔ دنیاوی لالچ۔ مفاد پرستی اور
ت پرستی کا کوئی تصور موجود نہ ہو۔ اگر انسان کی زندگی اسلام کے بیان کردہ خطوط پر
م رہے تو ایسے شخص کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ اس کو دنیا میں جنت والی خوشی
زندگی نصیب ہوگی۔ قرآن پاک میں فرمایا۔

من عمل صالحاً من ذکر او انثٰی وھو مومن فلنحیینہ
یوۃ طیبۃ (الایہ 97 / سورہ نحل)

ترجمہ:- جو شخص بھی کوئی نیک کام کرے خواہ مرد ہو یا عورت بشرطیکہ ایمان والا
و ہم اس کو اچھی زندگی دیں گے۔ حیات طیبہ کا جو ذکر آیا ہے اس کا یہ مطلب نہیں
اس شخص کے پاس دنیاوی سامان کثیر تعداد میں موجود ہوں گے بلکہ اس کا مطلب یہ
کہ جس حال میں بھی ہوگا اس کو دل جمعی نصیب ہوگی۔

تاریخ اس کی شہادت دیتی ہے کہ جب مسلمانوں کا معاشرہ اسلام کے صحیح اصولوں
ائم تھا تو اس وقت ان کو خوشیوں سے بھرپور ایسی پر سکون زندگی ملی تھی کہ غیروں کو
ر رشک آتا تھا۔ یہاں تک کہ حصول انصاف کی خاطر وہ ان کی عدالتوں میں حاضری

Scanned with CamScanner

دیتے تھے - اس لحاظ سے خلفائے راشدین کا دور کسی سے مخفی نہیں خاص کر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دور حکومت تو ضرب المثل بن چکا ہے - حالانکہ دنیاوی اعتبار سے ان کے پاس کچھ بھی نہ تھا - لیکن جو معاشرہ انہوں نے قائم کیا تھا آج کا ترقی یافتہ انسان جدید سہولیات کے ہوتے ہوئے بھی اپنے معاشرے میں اس کی ایک جھلک دکھانے سے قاصر ہے - یہی اصل ترقی ہے جو ان لوگوں کی تھی اور اسی کی بدولت انسانیت کے اعلیٰ مقام پر پہنچ کر نوع انسانی کے لئے مشعل راہ بن گئے -

مسلمانوں پر مادیاتی ترقی کے اثرات

آج کل اگر مسلم معاشرہ میں جرائم کی کثرت اور بے چینی کی فضا پائی جاتی ہے تو اس کی اصل وجہ اسلامی اصولوں سے اغراض اور اغیار کی اتباع ہے. اہل مغرب نے ایجادات کے جال میں مسلمانوں کو پھنسایا کہ ان اشیاء کے استعمال سے یہ لوگ ذہنی طور پر ہمارے غلام بن جائیں گے - پھر ہمارے اشاروں سے ناچنے لگیں گے جب ان کی ذہنیت پر قابض ہو جائیں تو اسلام کا تصور رفتہ رفتہ ان کے ذہنوں سے مٹ جائے گا - کیونکہ اسلام کے حقیقی تصور کے ہوتے ہوئے مسلم معاشرے میں ان کو عزت کے مقام کا حصول ناممکن ہے

اسلام نہ کسی کو دنیاوی چیزوں کے استعمال سے روکتا ہے اور نہ رہبانیت کا درس دیتا ہے - البتہ اس کا ضرور پابند بنایا ہے کہ چیزوں سے جائز منفعت حاصل کرو لیکن اپنی حقیقت کو مت بھولو اور اپنی اوصاف کو کسی کے اشاروں سے الوداع نہ کہو - ورنہ سراسر رسوائی اٹھانی پڑے گی - چنانچہ آج کل مسلمانوں کی مجموعی حالت یہ ہے کہ غیر مذہب لوگوں کے ایجادات سے متاثر ہو کر انہوں نے اپنے آپ کو ان کے سانچے میں ڈالا - سیاسی، سماجی، معاشی ثقافتی ہر میدان میں یہ ان کے نقش و قدم پر چلتے ہیں - شاید ان کی کوئی عادت یا رسم ایسی ہو جو ان میں موجود ہو اور ان پر فریفتہ مسلمانوں نے اس کے اپنانے میں کوئی تاخیر کی

نتیجہ بحث

مذکورہ معاملہ میں فریق اول جان سید ولد لعل محمد مدعی ہے لیکن حسب بیان یہ اپنے
دعویٰ کے اثبات میں باقاعدہ گواہان پیش کرنے سے قاصر ہے۔ اس لئے اس کے مطالبہ پر مدعی
علیہ فریق ثانی میر زمان کو قسم دے سکتا ہے۔

لحدیث النبی صلی اللہ علیہ وسلم " البینته علی المدعی والیمین علی من
انکر " جرگہ کے افراد کو یہ ہدایت کی جاتی ہے کہ وہ مدعی علیہ میر زمان سے مدعی کے کہنے
پر مطالبہ کریں۔

اگر قسم کھانے سے انکار کرے تو مدعی کی رقم ادا کرے۔ لیکن اگر قسم کھالی تو بری
ہے اور مدعی کا کوئی حق اس پر ثابت نہ ہوگا۔

واللہ الموفق

غلام الرحمٰن عفی عنہ

لے تاہم یہ ضروری ہے کہ اتنا قلیل بھی نہ ہو جس سے اصل منافع مفقود رہیں۔
لیکن کیا قاضی ر حاکم جبری طور پر کوئی ایسا حربہ استعمال کرسکتا ہے کہ مشترکہ
جائیداد میں تقسیم کی جملہ قسمیں قابل عمل نہ ہونے کی وجہ سے اس چیز کو فروخت کرکے
اس کی قیمت ورثاء میں حصص کے اعتبار سے تقسیم کرے۔
عام قواعد و ضوابط کی رو سے اس کی حقیقت خرید و فروخت کے معاملے سے غیر
نہ ہوگا۔ جس میں طاقت کا استعمال خود بیع کی حقیقت سے متصادم ہے۔ کیونکہ اس میں
شرکاء کی رضا مندی ضروری ہے۔
جبکہ جبری تقسیم میں رضا مندی باقی نہیں رہتی۔ شرکاء کا اس میں کوئی کردار
نہیں رہتا۔ بلکہ تمام تر معاملہ حاکم وقت کی لب کشائی پر موقوف رہتا ہے۔

انسانی ترقی کا صحیح اور غلط تصور

مفتی نجم الرحمن
مدرس جامعہ عثمانیہ

ترقی کا مغربی تصور

اہل مغرب ظاہر بینی کی وجہ سے اس تصور کے قائل ہیں کہ دنیا میں اگر انسان کے پاس ضروریات زندگی کے تمام اشیاء موجود ہوں ہر قسم کی تکالیف سے خالی امن و سکون پر مبنی زندگی کا مالک ہو وہ سب سے زیادہ ترقی یافتہ کہلائے گا۔ اس مقصد کے حصول کے لئے انہوں نے اپنی تمام تر صلاحیتیں مادیات کی ترقی پر خرچ کئے۔ چونکہ انسان فطرتی طور پر ظاہری چیزوں سے جلدی اثر قبول کرتا ہے اور اس کا خواہش مند ہے کہ کسی طریقے سے اس کو بغیر تکلیف کے تمام سہولیات میسر ہوں۔ چنانچہ اس فطری تقاضے کو سامنے رکھ کر اہل مغرب نے مادیات کی ترقی کو اپنی محنت کا مرکز بنایا اور اس میدان میں حیران کن ترقی حاصل کی۔ ایسے کارنامے انجام دیئے کہ ساری دنیا کو حیرت میں ڈال دیا۔ ان کی ایجادات کو دیکھ کر لوگ غیر اختیاری طور پر ان کے مدح خواں ہوئے۔ فضائی، بری، بحری ہر میدان میں ان کی سحر آمیز ایجادات نے دنیا میں انقلاب برپا کیا۔ جو سفر مشقتوں کے ساتھ مہینوں میں طے کیا جاتا تھا اب بغیر مشقت کے گھنٹوں اور منٹوں میں طے کیا جاتا ہے چند بٹن دبانے سے ہزاروں میل دور اپنے ہم جنس سے باآسانی گفتگو ہوسکتی ہے۔ گھر بیٹھ کر چھوٹی سی سکرین سے دنیا کے مختلف مقامات کے نظاروں سے لطف اندوزی حاصل ہوسکتی ہے۔ خاص کر 17 ویں ہجری صدی کے دیگر ایجادات کے علاوہ آج کل کے انٹرنیٹ نے تو پوری دنیا میں ہلچل مچایا۔ پتہ نہیں آگے چل کر مادی میدان میں کیا کیا کارنامے انجام دیں گے۔ الغرض اپنی ایجادات کی بدولت انہوں نے اپنی قابلیت کا لوہا منوا کر

اپنے آپ کو لوگوں کی توجہ کا مرکز بنایا۔

ان مادیاتی ترقی کو دیکھ کر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ان چیزوں کی ترقی نے واقعی ان کو ترقی یافتہ بنایا اور کہاں تک یہ لوگ اطمینان بخش اور پر سکون زندگی حاصل کرنے میں کامیاب ہوئے۔ تو اس کا جواب ان کی حالات پر نظر ڈالنے سے خود بخود سامنے آئے گا۔ ان کے حالات کسی سے مخفی نہیں۔ آئے روز ان کے معاشرے میں ایسے واقعات پیش آتے ہیں کہ کسی ترقی یافتہ قوم سے اس قسم کے واقعات کا تصور بھی ناممکن ہے۔ ان کی معاشرتی زندگی ان گنت خرابیوں پر مشتمل ہے۔ خاص کر جن لوگوں کو ان کے ساتھ رہنے کا موقع ملا ہو وہ اس سے بخوبی واقف ہوں گے۔

رنگ و نسل کے نا سے جو ظلم ہو رہا ہے۔ اس کی نظیر پچھلے زمانوں میں بھی نہیں ملتی۔ گوروں کالوں کی نفرت تو انتہا کو پہنچ چکی ہے۔ یہاں تک کہ بعض ممالک میں تو معاشرہ کی تقسیم رنگ کی بنیاد پر ہوئی ہے۔ جو زیادہ گورا ہوگا اس کو زیادہ سہولیات ملیں گی جو اس سے کم درجے کا ہوگا اس کو اس سے کم۔ ... اقتصادی سیاسی اور سماجی میدانوں میں ان کا معاشرہ بے اعتدالی اور بد انصافی کا شکار ہے۔

ہونا تو یہ چاہیئے تھا کہ جدید سہولیات کی موجودگی میں ان کی زندگی پرسکون ہوتی۔ لیکن معاملہ بالکل اس سے برعکس ہے انفرادیت' دنیاوی لالچ' خود غرضی اور مفاد پرستی نے ہر ایک کو دوسرے سے بیزار بنایا۔

اجتماعی زندگی کا تصور تو عنقاء بن چکا ہے۔ یہاں تک کہ باپ بیٹا اور بیٹا باپ کو اپنے پاس زندگی گزارنے کو برداشت نہیں کرتا۔ اگر کوئی میدان میں اترتا ہے اور لوگوں کے ساتھ ہمدردی' محبت اور خیر خواہی کا دعویٰ کرتا ہے یا اس کے لئے رفاعی ادارے قائم کرتا ہے تو یہ محض ذاتی شہرت اور بڑے ایوارڈ کے حصول کے لئے کرتا ہے۔ الغرض ان کی زندگی بد امنی اور بے چینی کی سخت لپیٹ میں ہے۔ قتل و غارت' لوٹ کھسوٹ میں پہلے نمبر پر ہیں۔ بے چینی اور بے اطمینانی کا نتیجہ یہ ہے کہ دنیا میں خودکشی کی سب سے زیادہ شرح ان ممالک

میں پائی جاتی ہے اگر وہ اپنی زندگی سے مطمئن ہیں تو اتنی خود کشیاں کیوں ہوتی
ہیں بس ان کی زندگی بعینہ اس آیت کا مصداق ہے "ومن اعرض عن
ذکری فان لہ معیشتہ ضنکا" (سورۃ طٰہٰ ۱۲۴) (جو شخص میری یاد
سے اعراض کرے اس کے لئے تنگی کی زندگی ہے) تنگی کا معنی یہ نہیں کہ فقر و
فاقہ میں مبتلا ہوگا بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ دولت اور سب کچھ کے ہوتے
ہوئے اس کو دنیا میں سکون نصیب نہ ہوگا۔

ترقی کا اسلامی تصور

اسلام کا تصور ان سے بالکل مختلف ہے۔ اسلام میں وہ شخص سب سے زیادہ ترقی یافتہ اور کامیاب متصور ہوگا جو سب سے زیادہ اچھے اوصاف کا حامل ہو۔ اسلام میں مادیات کی ترقی کو انسان کی ذاتی ترقی میں کوئی دخل نہیں۔ کیونکہ اگر کوئی شخص ایسا ہو جس کے پاس دنیاوی اشیاء موجود نہ ہوں لیکن وہ خشیت خداوندی۔ خوش خلقی۔ ایفائے عہد۔ حق گوئی وغیرہ جیسے عمدہ اوصاف سے آراستہ ہو تو یقیناً اس کا وجود معاشرے کے لئے رحمت ہے۔ بخلاف اس شخص کے کہ جس کے پاس دنیاوی سامان وافر مقدار میں پائے جاتے ہوں لیکن وہ اچھے اوصاف سے عاری ہو بلکہ بدمعاشی، بد خلقی وغیرہ کا مرتکب ہو تو اس کا وجود معاشرے کے لئے ناسور ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآنی تعلیمات میں کہیں بھی یہ نہیں پایا جاتا کہ اللہ تعالیٰ نے اس شخص کو کامیاب قرار دیا ہو جو سب سے زیادہ دولت مند ہو بلکہ جہاں کہیں بھی کسی کو کامیاب قرار دیا ہے وہاں اس کے اچھے اوصاف کا تذکرہ بھی کیا ہے۔ چنانچہ سورۃ المومنون میں اللہ تعالیٰ نے جن لوگوں کی کامیابی کا اعلان کیا ہے تو پہلی دس آیتوں میں ان کے عمدہ اوصاف بھی بیان کئے ہیں۔

قد افلح المومنون۔ الذین ہم فی صلاتہم خاشعون والذین ہم عن اللغو۔ الایہ

ان آیتوں میں عبادات میں اللہ تعالیٰ کا استحضار۔ بد خلقی سے اجتناب۔ معاشرتی حقوق کی رعایت کے لئے زکواۃ کی ادائیگی۔ عصمت دری سے پرہیز۔ امانت داری۔ ایفائے عہد اور تمام عبادات پر استقامت جیسے اوصاف رکھنے والے کو کامیابی کی خوشخبری سنائی

نسائی کی روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کسی صحابی نے سوال کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خلق کیسا اور کیا تھا انہوں نے فرمایا آپ کا خلق یعنی طبعی عادت تھی جو قرآن میں ہے اس کے بعد یہ دس آیتیں تلاوت کرکے فرمایا بس یہی خلق و عادت تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی - ابن کثیر ج 319/3

خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو ایسا نظام عطا کیا ہے کہ جس میں نہ رنگ نسل کا کوئی لحاظ ہے نہ امیر و غریب کا کوئی فرق بیان کیا ہے بلکہ ان سب امتیازات کو جڑ سے اکھاڑا ہے اور یہ عام اعلان کیا ہے کہ چاہے تم گورے ہو یا کالے - امیر ہو یا غریب، عربی ہو یا عجمی جس قوم جس مقام جس نسل سے بھی تعلق رکھتے ہو تم میں سب سے زیادہ عزت مند وہ شخص ہے جو تم میں سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والا ہو - ان اکرمکم عند اللہ اتقکم چونکہ اسلام میں ترقی کا انحصار اخلاقیات پر ہے - اس لئے اسلامی معاشرے کا قیام عدل و انصاف - اخوت - باہمی الفت و محبت - ہمدردی اور خیر خواہی پر مبنی ہے - جس میں ظلم و جدل - خود غرضی - دنیاوی لالچ - مفاد پرستی اور شہوت پرستی کا کوئی تصور موجود نہ ہو - اگر انسان کی زندگی اسلام کے بیان کردہ خطوط پر قائم رہے تو ایسے شخص کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ اس کو دنیا میں جنت والی خوشی کی زندگی نصیب ہوگی - قرآن پاک میں فرمایا -

من عمل صالحاً من ذکر او انثیٰ وھو مومن فلنحیینہ حیوۃ طیبتہ (الایہ 97 / سورہ نحل)

ترجمہ :- جو شخص بھی کوئی نیک کام کرے خواہ مرد ہو یا عورت بشرطیکہ ایمان والا ہو ہم اس کو اچھی زندگی دیں گے - حیات طیبہ کا جو ذکر آیا ہے اس کا یہ مطلب نہیں کہ اس شخص کے پاس دنیاوی سامان کثیر تعداد میں موجود ہوں گے بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جس حال میں بھی ہوگا اس کو دل جمعی نصیب ہوگی -

تاریخ اس کی شہادت دیتی ہے کہ جب مسلمانوں کا معاشرہ اسلام کے صحیح اصولوں پر قائم تھا تو اس وقت ان کو خوشیوں سے بھرپور ایسی پر سکون زندگی ملی تھی کہ غیروں کو ان پر رشک آتا تھا - یہاں تک کہ حصول انصاف کی خاطر وہ ان کی عدالتوں میں حاضری

Scanned with CamScanner

دیتے تھے - اس لحاظ سے خلفائے راشدین کا دور کسی سے مخفی نہیں خاص کر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دور حکومت تو ضرب المثل بن چکا ہے - حالانکہ دنیاوی اعتبار سے ان کے پاس کچھ بھی نہ تھا - لیکن جو معاشرہ انہوں نے قائم کیا تھا آج کا ترقی یافتہ انسان جدید سہولیات کے ہوتے ہوئے بھی اپنے معاشرے میں اس کی ایک جھلک دکھانے سے قاصر ہے - یہی اصل ترقی ہے جو ان لوگوں کی تھی اور اسی کی بدولت انسانیت کے اعلیٰ مقام پر پہنچ کر نوع انسانی کے لئے مشعل راہ بن گئے -

مسلمانوں پر مادیاتی ترقی کے اثرات

آج کل اگر مسلم معاشرہ میں جرائم کی کثرت اور بے چینی کی فضا پائی جاتی ہے تو اس کی اصل وجہ اسلامی اصولوں سے اغراض اور اغیار کی اتباع ہے۔ اہل مغرب نے ایجادات کے جال میں مسلمانوں کو پھنسایا کہ ان اشیاء کے استعمال سے یہ لوگ ذہنی طور پر ہمارے غلام بن جائیں گے - پھر ہمارے اشاروں سے ناچنے لگیں گے جب ان کی ذہنیت پر قابض ہو جائیں تو اسلام کا تصور رفتہ رفتہ ان کے ذہنوں سے مٹ جائے گا - کیونکہ اسلام کے حقیقی تصور کے ہوتے ہوئے مسلم معاشرے میں ان کو عزت کے مقام کا حصول ناممکن ہے

اسلام نہ کسی کو دنیاوی چیزوں کے استعمال سے روکتا ہے اور نہ رھبانیت کا درس دیتا ہے - البتہ اس کا ضرور پابند بنایا ہے کہ چیزوں سے جائز منفعت حاصل کرو لیکن اپنی حقیقت کو مت بھولو اور اپنی اوصاف کو کسی کے اشاروں سے الوداع نہ کہو - ورنہ سراسر رسوائی اٹھانی پڑے گی - چنانچہ آج کل مسلمانوں کی مجموعی حالت یہ ہے کہ غیر مذہب لوگوں کے ایجادات سے متاثر ہو کر انہوں نے اپنے آپ کو ان کے سانچے میں ڈالا - سیاسی، سماجی، معاشی ثقافتی ہر میدان میں یہ ان کے نقش و قدم پر چلتے ہیں - شاید ان کی کوئی عادت یا رسم ایسی ہو جو ان میں موجود ہو اور ان پر فریفتہ مسلمانوں نے اس کے اپنانے میں کوئی تاخیر کی

یہاں تک کہ نجی زندگی میں بھی ان کے چال چلتے ہیں - وضع قطع لباس ہو
طعام سب چیزوں میں ان کے پابند ہیں مزے کی بات یہ ہے کہ اس پر فخر بھی
کرتے ہیں -

وضع میں تم ہو نصاریٰ تو تمدن میں ہنود
یہ مسلمان ہے جنہیں دیکھ کے شرمائے یہود

علامہ اقبال کا یہ شعر موجودہ معاشرے کی مکمل عکاسی کرتا ہے - اسلامی اصول سے ہٹ دھرمی کی سزا یہ ہے کہ آج مسلمان کی پوری دنیا میں کوئی مقام نہیں - کوئی بھی اس کو عزت کی نگاہ سے نہیں دیکھتا - افسوس ہے کہ جو قوم پوری دنیا کو عدل و انصاف فراہم کرتی تھی اور لوگ اپنی مشکلات حل کرنے کے لئے ان کے پاس آتے تھے آج وہ خود انصاف کی تلاش میں غیروں کے دروں ٹھوکریں کھا رہی ہے اور جن لوگوں کی تعبیر اللہ تعالیٰ نے اولئک کالانعام بل هم اضل سے کی ہے - آج کا مسلمان اپنے مسائل حل کرنے کے لئے ان کی چوکھٹ پر سلامی دیتا ہے - اس سے بڑی رسوائی اور کیا ہوگی - آج بھی اگر مسلمان توبہ کرے اور اپنے معاشرے کو اسلامی اصول سے آراستہ کرے تو وہ عزت اور خوشحالیاں واپس لوٹ سکتی ہیں - اب بھی وقت ہے توبہ نصوحا سے کام بن سکتا ہے - صبح کا بھولا شام کو لوٹے تو بھولا نہیں - افسوس کہ ہمارے بھولے برسوں سے مار کھا رہے ہیں لیکن لوٹنے کا نام ہی نہیں لیتے :-

---

بقیہ ۴۸

بچا ہے - مختصر یہ کہ کتاب صرف خطبات نہیں معارف و اسرار کا گنجینہ ہے جو خطبائے مساجد او راہل علم کے لئے تو گراں قدر تحفہ ہے ہی - عوام کے لئے بھی علمی خزینہ اور خاصے کی چیز ہے -

حافظ سلمان الحق اور حافظ فضل اللہ جان "انوار حق" کی جمع و ترتیب پر مبارکباد اور شکریئے کے مستحق ہیں - امید ہے کہ وہ جلد از جلد کتاب کی دوسری جلدیں بھی مرتب و شائع کروا کر علمی حلقوں پر احسان کریں گے - اللہ انہیں توفیق دے -

باطنی حسن کے علاوہ کتاب بہترین کاغذ، اعلیٰ کتابت، عمدہ طباعت اور جاذب و رنگین خوبصورت ٹائٹل کے ساتھ حسن ظاہری سے بھی آراستہ ہے -

Scanned with CamScanner

نئی دنیا کی جھلک

حضرت مولانا محمد حسن جان صاحب

ترتیب مولانا ذاکر ... پشاور

شہر ڈربن جنوبی افریقہ کا مشہور شہر - ناشتہ کرکے اس شہر کی طرف نکلے - شہر کراچی کی طرح بڑا ہجوم اور رش تھا - ہر طرف سے سیاح آتے رہتے ہیں - مرد و زن اختلاط یورپی ممالک کی طرح یہاں بھی بہت ہے - اس شہر میں دنیا کا مشہور مچھلی گھر ہے جس میں مچھلیوں کی بہت اقسام پائی جاتی ہیں - اس کی سیر کے لئے ٹکٹ خری... گئے - اس عجائب گھر میں ہر قسم کی چھوٹی بڑی مچھلی موجود ہے - یہاں ایک شو پرو... دکھایا گیا - ایک مچھلی دیکھی جس کا وزن سو پونڈ اور عمر تیس سال تھی اس کے کر... کرتب دیکھے - ایک دریائی کتا دیکھا جس کے ہاتھ پیر پروں کی طرح تھے - کبھی کھڑا ہو... اور کبھی دیگر مچھلیوں کی طرح پیٹ کے بل رینگنے لگتا اس کتے میں یہ خوبی ہے کہ... کی طرح خشکی میں بھی زندگی بسر کرسکتا ہے - یعنی صرف آبی جانور نہیں بلکہ خشکی کا... بھی ہے -

عصر کی نماز پڑھ کر سٹنگر شہر روانہ ہوئے - اس کی آبادی تقریباً بیس ہ... ہے تقریباً دو ہزار تک مسلمان یہاں بستے ہیں - دو مساجد ہیں - بڑی جامع مسجد... مغرب سے عشاء تک علماء کرام اور شعائر دینی کے موضوع پر خطاب کیا - یہ وہی... مسجد ہے جس میں شیخ الحدیث مولانا محمد ذکریا نے 1981ء میں رمضان شریف کا اعتکاف... تھا - حضرت شیخ اپنے ان عقیدت مند مریدین کی دعوت پر یہاں تشریف لایا کرتے تھے... صبح کی نماز اس مسجد میں پڑھائی - یہاں لوگوں کی عادت یہ ہے کہ مسجد کی طرف موٹر... کے ذریعے آتے ہیں وجہ ہے کہ مساجد کی کمی ہے اور دور دراز کا سفر نماز کے لئے... پڑتا ہے - دوسری وجہ یہ ہے کہ کالے لوگوں کے حملے کا ہر وقت خطرہ رہتا ہے کیو... یہاں کے حبشی چور، ڈاکو اور لٹیرے بڑے بد تہذیب ہیں - زندگی بڑی احتیاط کے سا... گزارنی پڑتی ہے لوگ مضبوط اور آہنی دروازے بناتے ہیں ان حبشیوں میں اکثر... بے روزگاروں کی ہے اور پھر شراب پینے کے بھی بڑے عادی ہیں - تعلیم و تربیت... بھی عاری ہیں - بے حیائی اور گھناؤنے جرم ان کے نزدیک قابل نفرت نہیں - لیکن مسلمان الحمد اللہ اپنے دین پر قائم و دائم ہیں - مساجد بہت اعلیٰ ہیں صفائی میں بے مثال

مساجد میں تولیہ اور صابن کا بندوبست بھی ہوتا ہے۔ مسجد کے ہر دروازے پر انگریزی زبان میں ہدایات اور اسلامی تعلیمات کے پوسٹرز آویزاں ہوتے ہیں۔ اسلامی آداب اور دعاؤں کے کتبے بھی لٹکے ہوتے ہیں۔ ایسے کتبے بھی ہوتے ہیں جن میں طلوع، زوال اور مکروہ وقت کی تفصیل دی گئی ہوتی ہے۔

مساجد میں مختلف علمی، تبلیغی اور ذکر کے حلقے لگتے ہیں۔ پچھلی صفوں کے ساتھ تسبیحات پڑی رہتی ہیں۔ جس کو ذکر کے لئے استعمال کرتے ہیں۔ مساجد کے ائمہ بہترین قراء ہیں۔ ان کی تنخواہیں، مکانات اور سہولیات قابل رشک ہیں۔ جس کی وجہ سے ائمہ حضرات خوش و خرم زندگی گزارتے ہیں۔ مساجد کے ساتھ اسلامی مکاتب اور تعلیم و تربیت کا بھی بندوبست ہوتا ہے۔ یہاں مسلمان عورتیں پردہ کی بڑی پابند ہیں اگر گھر میں اجنبی مہمان آجائے تو کیا مجال کہ کسی خاتون خانہ کی آواز سنائی دے ایسا پردہ اور پابندی کسی اور ملک میں دیکھنے میں نہیں آئی۔ حضرت حکیم الامت کے خلفاء کے مرید بہت زیادہ ہیں۔ اس لئے یہ لوگ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات بڑی پابندی اور قدر کے ساتھ سنتے ہیں اکثر مجالس میں چھوٹے بڑے سب حضرت تھانوی کا تذکرہ کرتے رہتے ہیں

حضرت مولانا حسین احمد مدنی اور مولانا محمد زکریا رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء اور شاگرد بھی یہاں موجود ہیں۔ ہندوستان کے مولانا مسیح اللہ رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ حکیم الامت۔ مولانا شاہ ابرار الحق خلیفہ حضرت تھانوی اور پاکستان کے حکیم اختر صاحب جیسے بزرگان دین کی یہاں آمد ہوتی رہتی ہے۔ عصر کے وقت ایمن گینی سے دو حضرت میرے پاس پہنچ گئے۔ ایمن گینی سٹنگر سے سو کلومیٹر دور ہے اس علاقہ میں درخت بہت زیادہ ہیں گنا یہاں کی خاص پیداوار ہے سال کے بارہ مہینے اگتا ہے سرو اور سفیدار کے درخت بھی زیادہ ہیں۔ جن سے فرنیچر اور ہارڈ بورڈ وغیرہ بنائے جاتے ہیں۔ اس شہر میں گورے زیادہ آباد تھے۔ آٹھ سال قبل سے یہاں مسلمان اور دوسرے قومیں زیادہ آباد ہوگئی ہیں۔ شہر کی آبادی تقریباً اسی ہزار ہے۔ سارے شہر کی سڑکیں اور طرز تعمیر تقریباً ایک جیسی ہیں مسلمانوں کے گھرانوں کی تعداد پندرہ ہے ان لوگوں کی طرز زندگی اسلامی ہے سب کی معاشرت ایک جیسی ہے سب کا تعلق علماء دیوبند اور تبلیغی جماعت کے ساتھ ہے۔ بریلوی حضرات بھی

Scanned with CamScanner

ہیں لیکن بہت کم - ایران والے یہاں اپنا مذہب پیسوں کے ذریعے پھیلانے میں مصروف ہیں - خاص کر حبشیوں میں زیادہ کام کرتے ہیں ڈربن شہر میں کچھ قادیانی بھی پائے جاتے ہیں - اسی طرح ڈربن شہر میں جمعیت علماء کا دفتر ہے وہاں دعوت کا پروگرام تھا - ان کا دفتر شہر کے وسط میں دو منزلہ عمارت میں واقع ہے - اس دفتر کے مختلف شعبے ہیں - دارالافتاء، دارالدعوۃ و التبلیغ دارالافتاء اور بیت المال ان سب شعبوں میں علماء کرام کام کر رہے ہیں -

مسلمانوں کے مسائل مثلاً" وراثت، زکواۃ، آپس کے جھگڑے، نکاح اور طلاق وغیرہ باحسن طریقے سے حل کئے جاتے ہیں - دفتر کے خرچ مسلمانوں کی باہمی امداد سے پورے ہوتے ہیں جمعیت کے صدر مولانا یونس پٹیل فاضل دیو بند اور حکیم اختر مدظلہ کے خلیفہ ہیں اور سرپرست اعلیٰ مولانا محمد عمر جی صاحب فاضل دیو بند ہیں - ظہر کی نماز پڑھنے کے بعد پورٹ شپنشن روانہ ہوئے یہ شہر ڈربن سے مغرب کی طرف سمندر کے کنارے کیپ ٹاؤن کے روڈ پر واقع ہے - سڑک بحر الہند کے ساحل کے ساتھ گھنے درختوں، پھولوں، کھیتوں اور قدرتی مناظر کے بیچ سے گزرتی ہے بحرالہند کا ساحل دنیا کا آخری حصہ ہے - یہاں دنیا کے دور دراز علاقوں سے لوگ سیر و تفریح اور پکنک منانے کے لئے آتے ہیں - ان سیاحوں کے لئے اعلیٰ قسم کے ہوٹل، شراب خانے اور ریسٹ ہاؤس بنائے گئے ہیں ساڑھے تین بجے ہم پورٹ شپنشن پہنچ گئے یہاں علماء کرام پہلے سے ہمارے انتظار میں کھڑے تھے کیونکہ ان کو جمعیت کے دفتر سے فون کے ذریعے اطلاع دی گئی تھی - بحرالہند کے ساحل پر سیر کے لئے نکلے - یہاں مولانا محمد حسین کا مکان تھا اس کے مکان پر آگے بھنے ہوئے بھٹے کھائے -

پورٹ شپنشن ساحلی شہر ہے اس کی آبادی پچیس ہزار ہے ڈھائی ہزار مسلمان ہیں اور باقی عیسائی اور ہندو و یہود ہیں مسلمانوں کا کاروبار تجارت ہے - اقتصادی لحاظ سے خوشحال زندگی بسر کرتے ہیں کچھ فاصلے پر مارگسٹ کا علاقہ ہے یہ خشکی کا آخری حصہ ہے بحرالہند میں صرف ماریشس کا جزیرہ اور ملک ہے جنوب کی طرف باقی کوئی آبادی نہیں ہے

Scanned with CamScanner

ٹیکس کی شرعی حیثیت

مولانا ذاکر حسن نعمانی

...س کی تعریف :-

TAX :- (1) COMPULSORY CONTRIBUTION OF THE WEALTH OF A PERSON OR A BODY OF PRESONS FOR THE SERVICES THE PUBLIC POWERS

...سی شخص یا کمپنی کی دولت سے حکومت اور عوام کی بہبود کیلئے جبری چندہ وصول

...ری تعریف :-

TAXATION :- (2) COMPULSORY PAYMENT BY INDIVIDULAS AND COMPANIES TO THE STAT...

...اشخاص اور کمپنی کا ریاست کیلئے جبری طور پر دولت ادا کرنا۔

...ان تعریفات سے معلوم ہوا کہ ٹیکس کی رقم حکومت ضروریات میں صرف کرنے ...جس کی وجہ سے عوام کو فائدہ ہوگا، گویا رعایا کی طرف سے حکومت ایک منتظم کی ...ت سے رقم جمع کرنے کے بعد رعایا کے مفاد میں صرف کرتی ہے۔

...ت المال کی آمدن کے ذرائع اور مصارف

...فتاویٰ ہندیہ میں ہے - ما یوضع فی بیت المال اربعتہ انواع بیت ...میں چار قسم کے اموال ہوتے ہیں ( ) زکاۃ السوائم و العشور وما اخذہ ...شر من تجار المسلمین الذین یمرون علیہ حیوانات کی زکوۃ عشر اور ...ان تاجروں سے مال لے جاتے وقت سرحد پر محصول لینا ان اموال کو زکوۃ کے ...ن میں صرف کیا جائے گا۔

Scanned with CamScanner

(2) دوسرا ذریعہ :-

خمس الغنائم و المعارن والرکاز - غنیمت کا پانچواں حصہ معادن رکاز (چھپا ہوا خزانہ اور مال) اس کا مصرف یتیم، مسکین اور مسافر ہیں -

(3) تیسرا ذریعہ :-

( ) خراج، مسلمان جن ممالک پر غلبہ کریں - امام المسلمین ان زمینوں کو فاتحین کے قبضہ میں رہنے دے - یا جن غیر مسلموں سے صلح ہو جائے اور اسلامی حکومت کے ذمہ اور عہد میں رہیں - ان کی زمینوں سے مقرر وصولی کو خراج کہتے ہیں -

(iii) جزیہ :-

اہل کتاب اور عجم کے مشرکین جب اسلامی گورنمنٹ کے تابع ہو کر زندگی بسر کریں اور حکومت ان کے جان و مال کی محافظ بن کر ان سے مقرر مال وصول کرے تو اس کو جزیہ کہتے ہیں -

( ) کسی دوسرے ملک کے باشندے مستامن (ویزا حاصل کرکے) بن کر تجارت کی غرض سے آئیں یا زمینوں کے تجار سے وصول کیا جائے تو یہ مال تیسری قسم میں داخل ہے - اس تیسری قسم کے مال کا مصرف یہ ہے - فوجیوں کی امداد، قلعے بنانا، راستوں میں حفاظتی دستوں کے لئے جگہ بنانا تاکہ لوگ چوروں اور ڈاکوؤں سے محفوظ رہیں - نہر کھدوانا، پل بنانا، مساجد اور مسافر خانے بنانا، قضاۃ مفتیین، علماء اور طلباء کے رزق کا بندوبست بھی اس مال سے ہوگا -

(iv) چوتھا ذریعہ :-

اللقطات گری پڑی چیز جس کا مالک معلوم نہ ہو سکے - ایسی میت کا ترکہ جس کا کوئی وارث نہ ہو - یہ مال غریبوں کے علاج میں صرف ہوگا اور لا وارث مردوں کے کفن دفن کا بندوبست بھی اس مال سے ہوگا اور بے روزگار کو بھی اس مال سے دیا جائے

Scanned with CamScanner

گا۔ اس طرح بیت المال کے چار حصے بن جائیں گے۔ ہر ایک میں الگ الگ فنڈ ہو گا جو اپنے اپنے مصرف میں لگے گا۔ ان کا آپس میں خلط ملط صحیح نہیں۔

موجودہ حکومتوں کے ذرائع آمدن:۔

(1) براہ راست آمدنی۔ جو حکومت کو اپنی جائیداد اور تحفوں کے ذریعے حاصل ہو
(2) لوگوں کی آمدنی اور اثاثوں سے جو ٹیکس کی صورت میں حاصل کرتی ہے۔

ذرائع آمدنی کی تفصیل:۔

ٹیکس بالواسطہ اور بلا واسطہ:۔

ٹیکس بالواسطہ:۔

اس کا نفاذ ایک شخص پر ہوتا ہے لیکن وہ اس بار کو دوسروں کے کندھوں پر منتقل کر دیتا ہے۔ جیسے درآمدی کسٹم، ایکسائز ڈیوٹی اور محصول چونگی۔ ان ٹیکسوں کی ادائیگی کے بعد صاحب مال ٹیکس کی ادا شدہ رقم مال کی قیمت میں ضم کر دیتا ہے۔ جس کا بوجھ صارفین برداشت کرتے ہیں۔

(2) بلا واسطہ:۔

جس کا بار ایک شخص پر واقع ہو۔ وہ اس کے بار کو کسی اور کے کندھوں پر منتقل نہ کر سکے جیسے انکم ٹیکس، دولت ٹیکس، تحفہ ٹیکس۔

ٹیکس کی چند قسمیں:۔

انکم ٹیکس، ٹریڈ ٹیکس، آبکاری ٹیکس، تفریح ٹیکس، زراعت ٹیکس، سیلز ٹیکس، کسٹم ڈیوٹی ٹیکس، جائیداد ٹیکس، وراثت ٹیکس اور متفرق ٹیکس۔

Scanned with CamScanner

غیر محصولاتی آمدنی کے ذرائع (NON-TAX)

فیس (FEES)

حکومت جب اپنی خدمات کا معاوض لے - مثلاً" اسلحہ رکھنے کے لئے لائسنس فیس ہے - کورٹ فیس، گاڑیوں کی رجسٹریشن گورنمنٹ کو یہ فیس ادا کرنے والا براہ راست فائدہ حاصل کرتا ہے -

قیمت (PRICE)

حکومت کسی شیئی یا خدمت کو جب سرکاری سطح پر فروخت کرکے اس کی قیمت حاصل کرتی ہے - اندرون ملک اور بیرون ملک خطوط پر چسپاں کئے جانے والے مختلف رقوم کے ٹکٹ، لفافہ اور منی آرڈرز کی رقم واپڈا کی بجلی، ریلوے کی سفری خدمات، ٹیلی فون، تار، گیس وغیرہ قیمت کے عوض فروخت کرتی ہے - یہ سرکاری آمدن کا بڑا ذریعہ ہے -

خصوصی تشخیص :-

حکومت بعض علاقوں کی طرف گیس، بجلی، ٹیلی فون، سڑک، فیکٹری اور کالج کی شکل میں بہت زیادہ توجہ دیتی ہے - جس کی وجہ سے وہاں کے اثاثوں میں بہت زیادہ اضافہ ہو جاتا ہے - اس اضافی مالیت میں اس علاقہ کے باشندوں کا کوئی دخل نہیں ہوتا - اس اضافی مالیت میں حکومت خصوصی تشخیص کے ذریعے وصول کرتی ہے -

سرکاری جائیداد :-

حکومت جنگلات کو ٹھیکے پر دیتی ہے - کانیں پٹے پر دیتی ہے - سرکاری زمینوں میں کاشتکاری کرواتی ہے - حکومت کو اس جائیداد سے خاصی آمدنی ہوتی ہے -

تحائف (GIFTS)

Scanned with CamScanner

غیر ممالک کی حکومتوں اور نجی افراد کی طرف سے حکومت کو جو تحائف ملتے ہیں۔ ملک میں جب سیلاب آئے یا زلزلہ آئے تو حکومتیں ان تحائف کی شکل میں امداد کرتی ہیں۔ مرکزی حکومت بھی کبھی صوبائی حکومتوں کے بنکوں اور مالی اداروں کو اربوں روپے قرض دیتی ہے۔ پھر ان سے سود وصول کرتی ہے۔ کبھی حکومت کاروباروں میں حصص خریدتی ہے یا براہ راست سرمایہ کاری کرتی ہے۔ جو آمدن کا بہت بڑا ذریعہ ہے۔

حکومت کی ذمہ داریاں اور ضروریات

آج کل کے دور میں حکومت کی ذمہ داریاں اور ضروریات بہت زیادہ ہیں۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ان میں اضافہ ہوتا رہتا ہے۔ جس طرح آبادی روز بروز بڑھتی ہے اسی طرح حکومتی اخراجات میں اضافہ ہوتا ہے۔ چند ذمہ داریاں ذکر کی جاتی ہیں۔ خلفاء راشدین کے دور منور سے لے کر آج تک کی جدید ریاستوں پر نظر ڈالی جائے تو ذیل کی ذمہ داریاں سامنے آتی ہیں۔

بہت سی ذمہ داریاں ایسی ہیں۔ جن کا ذکر فقہ کی کتابوں میں دیگر مسائل کے ذکر میں ملتا ہے۔ اسلامی سیاست اور حکومت پر پانچویں صدی میں لکھی گئی تین کتابوں میں بعض ان ذمہ داریوں کا تذکرہ ملتا ہے۔

وہ تین کتابیں یہ ہیں۔ (1) قاضی ابی یعلی حنبلی (458ھ) کی الاحکام السلطانیہ (2) الاحکام السلطانیہ للماوردی (450ھ) (3) امام الحرمین ابی المعالی الجوینی (478ھ) کی غیاث الامم فی التیاث الظلم۔ بعد میں اس موضوع پر لکھنے والوں کے لئے یہ کتابیں بنیادی ماخذ رہی ہیں۔ آج کل اس موضوع پر عربی، اردو زبان میں بہت کتابیں ملتی ہیں۔

(4) علامہ ماوردی فرماتے ہیں والخامس تحصین الثغور بالعدة المانعه والقوة الدافعته حتى لاتظفر الاعداء لغرة ينتهكون فيها محرما او يسفكون فيها لمسلم او معاهد دما۔ یعنی سرحدات کی حفاظت پوری تندہی کے ساتھ کرے۔ تاکہ دشمن کو کسی طرح کامیابی حاصل نہ ہو اور مسلمانوں اور ذمیوں کی جانیں محفوظ رہیں۔

Scanned with CamScanner

(5) والثالث حمايته البيضته والزب عن الحريم ليتصرف الناس فى المعايش و ينتشر وافى الاسغار آمنين من تغرير نفس او مال- وطن کی حفاظت اور دشمن سے دفاع کرے تاکہ لوگ کاروباروں میں مشغول رہیں اور سفر بلا خوف جان و مال امن کے ساتھ کریں۔

(6) والثامن تقدير العطاء يا وما يستحق فى بيت المال من غير سرف ولا تقتير ورفعه في وقت لا تقديم فيه ولا تاخير۔ بیت المال سے مستحقین کو بر وقت ایسی تنخواہیں دے جن میں فضول خرچی اور کنجوسی کا عنصر نہ ہو۔

امام الحرمین الجوینی نے غیاث الامم اور قاضی ابی یعلی حنبلی نے الاحکام السلطانیہ میں تقریبا" یہی لکھا ہے۔ موجودہ زمانے میں سرحدات کی حفاظت ملک کے دفاع اور جہاد کے لئے تین قسم کی فوجیں ہیں۔ (1) بری (2) بحری (3) ہوائی فوجیوں کی تعداد لاکھوں سے متجاوز ہے۔ ان کے لئے اسلحہ، ہوائی جہاز، راکٹ، میزائل، بم (بمعہ کل اقسام) طیارہ شکن توپیں، ٹینک، توپیں مختلف رائفلیں، کارتوس، بحری بیڑے، ریڈار وغیرہ آج کل کے جدید دور میں حفاظتی اور دفاعی نقطہ نظر سے اشد ضروریات ہیں۔ ان کا خرچہ اربوں روپے سے زیادہ ہے۔ بعض نادان کہتے ہیں اتنی بڑی تعداد میں فوج کی کیا ضرورت ہے۔ جنگیں تو ویسے بھی نہیں ہوتیں۔ دنیا میں سرد جنگوں کا رواج ہے۔ لیکن ان لوگوں کو پتہ نہیں کہ سرد جنگ جیتنے والے امریکہ، روس، جرمنی اور چین جیسے ممالک ہیں جو ہر قسم کے جدید اسلحہ سے لیس ہیں۔ بڑی بحری اور ہوائی جہازوں کی مثال تو ایک بیدار چوکیدار جیسی ہے۔ کسی بنگلے کا چوکیدار سالوں تک اس گھر کی چوکیداری کرتا ہے۔ آخر مرجاتا ہے۔ اس کے مرنے تک چور اس گھر کے قریب نہیں آتا۔ اس کی چوکیداری کی وجہ سے مالک مکان خوب پاؤں پسار کر گرم نرم بستروں میں محو خواب و استراحت ہوتا ہے۔ اگر اس کے اہم بنگلے پر سنتری نہ ہو تو اس کی رات کی میٹھی نیند حرام ہو جائے گی۔ آج درون ملک لوگ اپنے اپنے کاروبار اور دھندوں میں مشغول ہیں۔ ملک میں ایک سرے سے دوسرے سرے تک امن کے ساتھ گھومتے ہیں۔ اپنے اپنے گھر وہ آرام کی نیند سوتے ہیں۔ یہ سرحدات پر موجود فوجوں اور انکی جنگی مشقوں کی برکت ہے۔ دشمن دیکھ

...یہ کہ چوکیدار بیدار ہے - ملک کے اندر قیام امن کے لئے پولیس کی بمعہ ان کی لوازمات کے ضرورت ہر وقت موجود رہتی ہے - ہسپتال' روڈ' سکول' کالج' یونیورسٹی' ... مسجد' تفریحی مقامات' کھیلوں کے میدان' گیس' بجلی' ٹیلی فون' نہریں' مسافر خانے' ... سہولتیں بذریعہ ریل' بس' ہوائی جہاز وغیرہ رفاہ عامہ کے لئے مہیا کرنا ایک اسلامی ... کا فریضہ ہے - ان تمام ضروریات اور ذمہ داریوں کا خرچہ کھربوں روپے تک پہنچ ... ہے - اسلامی ذرائع آمدن میں زکواۃ آمدن کا سب سے بڑا ذریعہ ہے - لیکن اس کے خاص مصارف ہیں - اس رقم کو ان ضروریات میں صرف نہیں کرسکتے غنیمت اور ... آج کل عنقاء ہے - اگر کسی ملک کے ساتھ جنگ چھڑ جائے اور اپنا ملک جیت ... جائے تو مال غنیمت تو درکنار ملک کو اتنا زبردست اقتصادی دھچکا لگتا ہے کہ دوبارہ اپنی ... پر لانے کے لئے کئی سال زبردست تگ و دو کرنی پڑتی ہے -

...کے جواز کے دلائل :-

دلائل ذکر کرنے سے قبل یہ دیکھنا چاہئے کہ مال میں زکواۃ کے علاوہ کوئی حق ہے نہیں بعض حضرات کا خیال ہے کہ مال میں سے زکواۃ ادا کرنے کے بعد کوئی حق باقی نہیں رہتا - اس لئے کہ حضورؐ کا فرمان ہے 7 اذا ادیت زکواۃ مالک فقد قضیت ماعلیک

یعنی زکواۃ ادا کردی تو مال کا حق ادا کردیا - حضرت مولانا انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں -

8 الجمهور انه لاحق فی المال بعد اداء الزکواۃ و بعض السلف الی ان حقا آخر فی المال سوی الزکواۃ و لکنه غیر منضبط و هو موکول الی رای المبتلٰی به و هوالمختار - جمہور کے نزدیک مال میں زکواۃ کی ادائیگی کے بعد کوئی حق نہیں - لیکن بعض سلف کا قول ہے کہ حق ہے - لیکن زکواۃ کی طرح مقرر نہیں اور یہی پسندیدہ قول ہے -

و اما الحدیث الباب فمراده انک قضیت ماعلیک من الواجب من هذا النوع - حدیث الباب کا مطلب یہ ہے کہ زکواۃ کا حق ادا کردیا

اس کا یہ مطلب نہیں کہ دیگر حقوق نہیں ہیں۔

دوسری دلیل پیش کرتے ہیں کہ حضورؐ نے زکواۃ کا ذکر فرمایا تو ایک آدمی نے کہا

9 هل علی غیرها فقال لا الا ان تطوع - کیا زکواۃ کے علاوہ مجھ پر کوئی حق ہے۔ تو حضورؐ نے فرمایا نہیں۔ ہاں اگر نفلی صدقہ کرنا چاہو۔

ان دلائل کے جواب کا خلاصہ یہ ہے کہ زکواۃ کی طرح مقرر اور باضابطہ اور شرائط کے ساتھ مال میں صرف زکواۃ کا حق ہے۔ زکواۃ کے علاوہ مال میں حقوق ہیں لیکن وہ زکواۃ کی طرح باضابطہ نہیں بلکہ جب ضرورت پیش آئے تو واجب ہوں گے۔ مطلب نہیں کہ زکواۃ کے علاوہ مال میں بالکل حقوق نہیں ہیں۔

فقہ کی کتابوں میں ان تمام حقوق کی تفصیل موجود ہے۔ مثلاً محتاج والدین کا حق جب اولاد مالدار ہو۔ پڑوسی کے حقوق، مہمان کا حق، چوپایوں کے حقوق، عشر کا حق اور بچوں کا حق، مسافر کا حق وغیرہ۔ اسی لئے امام ترمذی نے باب باندھا ہے۔ 10 باب ماجاء ان فی المال حقا سوی الزکواۃ اور حدیث ذکر کی ان فی المال لحقا سوی الزکواۃ ثمہ قال هذه الایته التی فی البقرة لیس البر ان تولوا وجوهکم۔ یعنی زکواۃ میں مال کے علاوہ حق ہے۔ مولانا انور شاہ کشمیری ؒ فرماتے ہیں 11 اقول عندی ذخیرة فی مسئله الباب مرفوعته منها روایته ابن عمر بسند صحیح قوی - حدیث باب مرفوع ہے۔ ابن عمر کی صحیح اور قوی سند کے ساتھ حدیث موجود ہے۔ اس حدیث کو ابن حزم نے بھی ذکر کیا ہے۔ لکھتے ہیں۔

12 عن ابن عمر انه قال فی مالک حق سوی الزکواۃ --- وصح عن الشعبی و مجاهد و طاؤس و غیر هم کلهم یقول فی المال حق سوی الزکواۃ - آگے لکھتے ہیں۔ ابو محمد فرماتے ہیں اس میں کسی کا خلاف نہیں سوائے ضحاک بن مزاحم کے۔ ضحاک فرماتے ہیں!

کہ زکواۃ نے ہر حق کو منسوخ کردیا۔ لیکن ابن حزم کہتے ہیں کہ ضحاک کے قول کو حجت ماننے والا اس کا مخالف بن جائے گا۔ کیونکہ مال میں زکواۃ کے علاوہ حقوق ہیں مثلاً محتاج والدین کا نفقہ، بیوی کا غلام کا اور قرضے وغیرہ۔

قرآن مجید کی ایک آیت سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ مال میں زکواۃ کے علاوہ حق
و فی اموالھم حق للسآئل والمحروم - اور ان کے مال میں سوالی
13 سوالی کا حق تھا - ابوبکر حصاص اس آیت کے بارے میں فرماتے ہیں -

فقال ابن عمرو الحسن والشعبي و مجاہد ھو حق سوی
زکواۃ واجب فی المال -- ابن عمرؓ، حسنؒ، شعبی اور مجاہد کے نزدیک زکواۃ کے
مال میں حق واجب ہے - دونوں مکتب فکر کے دلائل نقل کرتے ہیں کہ زکواۃ
کے علاوہ مال میں کچھ حق ہے یا نہیں - جن کے نزدیک مال زکواۃ کے علاوہ واجبات ہیں -
کے دلائل ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں - 14 قال ابو بکر ھذہ الاخبار
کلہا مستعملہ و فی المال حق سوی الزکواۃ باتفاق المسلمین
مسلمانوں کا اس پر اتفاق ہے کہ مال میں زکواۃ کے علاوہ حق ہے -

امام قرطبی فرماتے ہیں - والاقوی فی ھذہ الآیتہ انہا زکواۃ ان کے
نزدیک اس سے زکواۃ مراد ہے - 15 فرماتے ہیں -

قیل انہ حق سوی الزکواۃ یصل بہ رحما" او یقری بہ
ضیفا" او عملہ کلا او یغنی محروما" و قال ابن عباس لان السورۃ
مکیہ و فرضت الزکواۃ بالمدینتہ
اور کہا گیا ہے کہ زکواۃ کے علاوہ حق مراد ہے - صلہ رحمی، مہمان نوازی محتاج کی
مدد وغیرہ اور یہ ابن عباسؓ کا قول ہے - کیونکہ سورت مکی ہے اور زکواۃ مدینہ میں فرض

ابن جرید طبری فرماتے ہیں - 16 قال زید بن اسلم - - - - قال لیس
ذلک بالزکواۃ ولکن ذالک مما ینفقون من اموالھم بعد اخراج
الزکواۃ - زید بن اسلم فرماتے ہیں کہ یہ زکواۃ نہیں بلکہ زکواۃ نکالنے کے بعد جو کچھ
اپنے مال سے خرچ کرتے ہیں - وہ مراد ہے -
تفسیر در منثور میں اس آیت کے بارے میں ہے - 17 قال سوی الزکواۃ -
فرماتے ہیں - عن مجاہد فی قولہ و فی اموالھم حق قال سوی الزکواۃ
اخرج ابن ابی شیبہ عن ابراہیم قال کانوا یرون فی اموالھم حق

سوی الزکواۃ - یعنی ان سب حضرات کے نزدیک مال میں زکواۃ کے علاوہ حق ہے۔ لکھتے ہیں - ان رجلاً سئل ابن عمر عن قوله و فی اموالهم حق قال هی الزکواۃ و سوٰی ذالک حقوق - ابن عمر نے کہا مراد زکواۃ ہے اور اس کے علاوہ اور حقوق ہیں - مزید فرماتے ہیں - عن فاطمته بنت قیس انها سئلت النبیؐ عن هذه الایته و فی اموالهم حق قال ان فی المال حقاً سوی الزکواۃ - و تلا هذه الاٰیته فاطمه بنت قیس نے حضورؐ سے اس آیت کے بارے میں پوچھا تو حضورؐ نے فرمایا کہ مال میں زکواۃ کے علاوہ حق ہے اور آیت لیس البر ان تولوا وجوهکم الخ پڑھی امام شوکانی قتادہ کا قول نقل کرتے ہیں -

18 الحق هنا الزکواۃ والاول اولٰی - حق سے مراد یہاں زکواۃ ہے۔ لیکن اول قول بہتر ہے - یعنی زکواۃ کے علاوہ حق ہے - کیونکہ سورۃ مکی ہے اور زکواۃ مدینہ میں فرض ہوئی -

روح المعانی میں اس آیت کے بارے میں ہے 19 نصیب وافر یستو جبونه علی انفسهم تقرباً الی اللّٰه اشفاقاً علی الناس فهو غیر الزکواۃ قال ابن عباس و مجاہد و غیرهما - اللہ کے قرب اور لوگوں پر شفقت کے لئے اپنے اوپر واجب کرتے ہیں اور یہ زکواۃ کے علاوہ ہے۔ مولانا اشرف علی تھانوی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں - 20 مراد اس سے غیر زکواۃ ہے -

امام ابو بکر حصاص نے احکام القرآن میں باب باندھا ہے -

باب هل فی المال حق واجب سوی الزکواۃ - اس آیت لیس البر ان تولوا وجوهکم قبل المشرق و المغرب پر قدرے بحث کے بعد لکھتے ہیں - 21 و جائز ان یرید بقوله فی المال حق سوی الزکواۃ مایلزم من صلته الرحم بالا تفاق علی زوی المحارم الفقراء و یحکمه به الحاکم علیه لوالدیه و ذوی محارمه اذا کانوا عاجزین عن الکسب جائز ہے کہ اس میں زکواۃ کے علاوہ حق مراد لیا جائے غریب رشتہ داروں پر صلہ رحمی کے لئے خرچ اور حاکم کسی پر حکم کرے کہ غریب رشتہ دار اور

خرچ کرو - جبکہ وہ کمائی نہ کرسکیں - جب اتنی بات معلوم ہوگئی کہ مال میں
بھی حقوق ہیں اور حکومت پر ذمہ داریاں بھی بہت ہیں تو اخراجات پورا
علاوہ کے لئے مالدار لوگوں پر حکومت ٹیکس عائد کرسکتی ہے اس کے بارے میں فقہاء
کے صریح اقوال ملتے ہیں - لیکن یہ ٹیکس ضرورتاً" عائد کیا جاتا ہے - اس میں کمی
حسب ضرورت ہو سکتی ہے - جبکہ زکواۃ شریعت کی طرف سے مقرر مقدار میں
ہے - اس میں کمی بیشی جائز نہیں -

حوالہ جات

562 MODERN ECONOMIC THEORY K.K DEWET
(1) PAGE
EDITION 1987 S. CHAND AND COMPANY
EIGHTEENTH
(PL) L.T.D RAMNAGAR NEW DEHLHI 110055.

(2) PAGE 433 A DICTIONARY OF ECONOMICS AN
COMMERCE BY J.L HANSON 05TH EDITION 1997
ELBS - REPRINTED IN 1982 LONDON

(3) فتاوٰی عالمگیری ج 1 ص 190 مکتبہ رشیدیہ
(4) الاحکام السلطانیۃ علامہ ماوردی ص 14 مکتب الاعلام الاسلامی 1304ھ
(5) ایضاً"
(6) ایضاً"
(7) ترمذی ج 1 ص 134 ایچ ایم سعید کمپنی کراچی
(8) ترمذی ج 1 ص 135
(9) ترمذی ج 1 ص 134

Scanned with CamScanner

(10)ترمذی ج 1 ص 143
(11)ایضاً
(12)المحلی ابن حزم جزء 3 ص 355
(13)الذاریات / 19
(14)احکام القرآن ابوبکر حصاص الجزء الثالث
(15)الجامع لاحکام القرآن امام قرطبی ج 17 ص 38 سہیل اکیڈمی لاہور
(16)جامع البیان ابن جریر طبری ج 13 ص 203
(17)الدر المنثور ج 7 ص 616,17,18
(18)فتح القدیر امام شوکانی ج 5 ص 84
(19)روح المعانی جز 27 ص 9
(20)بیان القرآن اشرف علی تھانوی ج 2 ص 59 ایچ ایم سعید کمپنی کراچی
(21)احکام القرآن ج 1 ص 131
(22)غیاث الامم فی التیاث الظلم امام الحرمین الجوینی ص 192 دارالدعوۃ الاسکندریہ 1300ھ

دعائے صحت کی اپیل

جامعہ عثمانیہ کے لئے گراں قدر قطعہ اراضی کی واقفہ اور تعمیر کے لئے زیورات فروخت کرنے والی نیک سیرت اور دین دار خاتون زوجہ مستقیم مرحوم کئی ماہ سے علیل ہیں۔ جامعہ کی یہ تروتازگی اور بہار موصوفہ کی بے لوث قربانی کا نتیجہ ہے۔ جملہ قارئین سے موصوفہ کی صحت کے لئے دعا کی اپیل ہے کہ اللہ تعالیٰ موصوفہ کو صحت کاملہ عاجلہ نصیب فرمائے۔ (ادارہ)

اموال مشترکہ سے انتفاع کا طریقہ

تہائیو انتفاع کیلئے باری مقرر کرنا

اگر کوئی چیز ذاتی طور پر قابل تقسیم نہ ہو۔

اور بیک وقت جملہ شرکاء کا انتفاع لینا بھی ممکن نہ ہو۔

تو ایسی حالت میں استفادہ کیلئے "تہائیو" یعنی باری مقرر کرنا مناسب صورت ہے " کیلئے "مھایاہ" کا لفظ بھی استعمال ہوتا ہے۔ جو مادہ کے اعتبار سے "ہیت" کا مفاعلہ فقہاء کرام رحمہم اللہ کے نزدیک منافع کی تقسیم کو کہا جاتا ہے۔

بعض کتابوں میں اس سے تعبیر "مھاناۃ"

لان کل واحد منھما ھنی صاحبہ بما ارادہ[1]"

"مھاباۃ" یعنی وھب لصاحبہ الاستمتاع - فی ذالک الشیی معلومتہ" سے تعبیر ہوتی ہے۔[2]

کی ضرورت اور شرعی حیثیت

زیلعی رحمہ اللہ تہائیو کے جواز کی طرف اشارہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اگر انتفاع کے ری مقرر کرنے کی گنجائش نہ رہے۔ تو بہت ایسی چیزیں جو با اعتبار ذات قابل تقسیم سا استفادہ کے قابل نہیں رہیں گی۔ جو نا مناسب امر ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے کرہ پر موجودہ تمام اشیاء کو وجود انسان کے استفادہ کے لئے عنایت فرمائی ہیں اس لئے ں تقسیم کی طرح منافع کی تقسیم ضروری امر ہے۔[3]

---

[1] شرح العنایہ 8/ 27 [3] زیلعی ج6/ 276

[2] مواہب الجلیل 5/ 334

Scanned with CamScanner

حضرت صالح علیہ الصلوۃ السلام کی اونٹنی اور قوم کے جانوروں کیلئے کنویں کے پانی میں تقسیم میں یہی طریقہ اپنایا گیا۔ کہ ایک دن اونٹنی اور دوسرے دن جو حیوانات کو استفادہ کا موقعہ رہیگا۔

• غزوۂ بدر کیموقعہ پر اسلامی فوج کیلئے گھوڑوں کی مطلوبہ تعداد جب کم تھی۔ تو رسول اللہ ﷺ نے ستر گھوڑوں کو ایسے طریقے پر تقسیم کیا۔ کہ تین تین صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک ایک گھوڑے پر باری باری سوار ہوتے۔[1]

تھائیو تقسیم کا موازنہ

کسی شے کی تقسیم میں ہر ایک کو انفرادی طور پر استفادہ کا مستقل موقعہ ملتا ہے۔ مالکانہ تصرفات کرنے کیلئے کوئی مانع یا رکاوٹ نہیں پائی جاتی۔ مالک کے جملہ تصرفات کرنے پر کسی کو باز پرس کا حق نہیں پہنچتا ہے۔ جبکہ اس کے مقابلے میں "تھائیو" میں سرمایہ اور متعلقہ چیز مشترک رہی ہے۔ شریک کو مخصوص حالت میں استفادہ کا موقعہ دیا جاتا ہے "تھائیو" میں وہ انفرادیت اور استقلال نہیں ہوتا۔ جو تقسیم میں پایا جاتا ہے۔ اس لئے جہاں کہیں کسی چیز میں باعتبار ذات تقسیم کی گنجائش ہو۔ تو تھائیو کی ضرورت نہیں۔ اگر شرکاء میں سے بعض تقسیم اور بعض تھائیو کا مطالبہ کریں۔ تو اول الذکر مطالبہ کو ترجیح دی جائیگی۔ بلکہ جہاں کہیں تھایو پر اتفاق کے بعد تقسیم کی گنجائش نکل آئے۔ تو تقسیم کے لئے "تھایو" کالعدم رہے گا۔[2]

لیکن پھر بھی یہ ایک قابل عمل صورت ہے۔ اس لئے جہاں کہیں تقسیم ممکن نہ ہو۔ تو "تھایو" لازم ہے۔ اگر ایک شریک تھایو کامطالبہ کرے۔ اور دوسرا نہ مانے تو حاکم وقت کیلئے جبراً" منوانے کا حق حاصل ہے۔

تھایو کی قسمیں

تقسیم کی طرح تھایو میں بھی جبری اور اختیاری قسمیں پائی جاتی ہیں۔ اگر شرکاء باہمی اتفاق سے کسی ایک صورت کے تعین پر پہنچ جائیں تو اسکو "اختیاری تھایو" کہا

---

[1] البدایہ والنھایہ ج 3/ 261

[2] ھدایہ 4/ 357

Scanned with CamScanner

جائیگا۔ ورنہ کسی اختلاف کی صورت میں حاکم وقت سے منوانے کو تھایو "بالتقاضی" کہا جائیگا۔ تاہم دونوں اقسام میں دو صورتوں کا احتمال ہے۔

(ا):- "تھایو زمانی" اگر استفادہ کیلئے وقت معیار مقرر دیا جائے۔ کہ خاص وقت تک ایک شریک کو اور اس کے اندازہ پر دوسرے وقت میں دوسرا شریک استفادہ لیتا رہے گا۔ مثلاً" قابل کاشت زمین سے ایک سال کیلئے ایک کو اور دوسرے سال کے لئے دوسرے شریک کواستفادہ کا موقع دیا جائے۔ اس کو "تھایو زمانی" کہا جاتا ہے۔

(ب):- تھایو مکانی :- اگر اس کی جگہ زمین کا قطعہ تقسیم ہو۔ کچھ حصہ میں ایک کو اور کچھ حصہ میں دوسرے کواستفادہ کا موقع دیا جائے۔ مثلاً" گھر کے کچھ حصہ میں ایک اور کچھ حصہ میں دوسرے کو رہنے دیا جائے۔ اس کو "تھایو مکانی" کا نام دیا جاتا ہے۔[۱۵]

چھوٹے گھر یا حیوان میں پہلی صورت متعین ہے۔ کیونکہ اس میں دوسری صورت کی گنجائش نہیں پائی جاتی۔

"تھایو زمانی" کی حقیقت کو مد نظر رکھتے ہوئے اندازہ ہوتا ہیکہ اس میں ہر شریک دوسرے اپنے حق کے عوض اسکا حق خریدتا ہے۔ اس لئے اس میں "تبادلہ کی حقیقت نمایاں ہے۔ لہٰذا اس کا زیادہ تعلق " اجارہ' سے پایا جاتا ہے۔ جس میں معاہدہ کرتے وقت کسی قابل عمل کا تعین ضروری ہے۔ تاکہ اس کے ذریعے منافع معلوم ہو سکے۔[۱۶]

" تھایو مکانی" میں افراز کی حقیقت زیادہ واضح ہے۔ کہ ایک شریک نے مخصوص حصہ لیکر اپنا وہ تمام شائع حق یکجا کرویا۔ جو مشترکہ مال میں پڑا ہوا تھا۔ اس لئے اس میں کسی زمانہ ذکر کرنے کی ضرورت نہیں۔

"اجارہ" کی صورت میں استفادہ مخصوص ہے۔ لیکن افراز میں جملہ مالکان حقوق حاصل رہتے ہیں۔ اس لئے مالک کو اختیار ہے۔ کہ وہ خود اپنے حصہ میں رہے۔ یا کسی کو کرایہ پر دیدے۔ یا بلا عوض کسی کو رہنے کا موقعہ دیدے۔ اگرچہ معاہدہ کرتے وقت یہ شرط ذکر نہیں کی گئی ہو۔[۱۷]

---

[۱۵] ھدایہ 4/ 357

[۱۶] مجلۃ الاحکام المادہ' 1176

(ج) :- تھایو بالاستغلال

اگر شرکاء خود رہنے کی جگہ کرایہ میں (تھایو) مقرر کرے۔ تو یہ بھی جائز ہے۔ کہ ایک مہینہ کا کرایہ ایک ساتھی اور دوسرے مہینہ کا کرایہ دوسرا وصول کریگا۔ اس کو تھایو بالاستغلال کہا جاتا ہے۔[1] لیکن اس میں یہ ضروری ہے۔ کہ متعلقہ چیز میں اعتدال ہو۔ موجودہ حالت کا بعد میں بھی رہنے کا امکان ہو۔ تا کہ ہر ایک کے استفادہ میں مساوات رہے۔

مگر دکان مارکیٹ وغیرہ کی حالت میں اعتدال پایا جاتا ہے۔ اس لئے ان میں تھایو بالا استغلال جائز ہے۔ لیکن گھوڑے گاڑی وغیرہ میں اعتدال کا ہونا ضروری نہیں کہ مستقبل میں اس کی کیفیت وہی رہے گی - تو اس میں تایؤ بالاستغلال کی گنجائش نہیں پائی جاتی جائیداد منقولہ میں جو کیفیت ابھی قائم ہے غالب امکان یہ ہوتا ہے کہ مستقبل میں اس کی کیفیت وہی رہے گی - لیکن حیوانات میں تغیر و تبدل کے متعدد اسباب پائے جاتے ہیں۔ جنکی وجہ سے یہ کیفیت میں یکسانیت باقی نہیں رہتی[2]

تھایو منافع کی صورت میں اگر کسی ایک "شریک" کو کرایہ زیادہ ملا۔ اور دوسرے ساتھی کو اس کی نسبت سے کم ملا۔ تو زائد والے کیلئے ضروری نہیں۔ کہ وہ کم فائدہ والے کو کچھ دیدے۔ کیونکہ بنیادی طور پر تقسیم منافع میں ہے۔ جو دونوں کیلئے مساوی ہے۔ البتہ

"تھایو بالاستقلال"

میں زیادہ کرایہ وصول کرنے والے کیلئے ضروری ہو گا۔ کہ وہ کم کرایہ والے کو زائد حصہ میں حصہ دار بنا دے۔[3]

---

[1] حدایہ 4/ 357

[2] حدایہ 4/ 359

[3] ایضاً / 358

کسی ایک کی موت کا تھایو پر اثرات

تقسیم کی طرح تھایو اموال مشترکہ سے استفادہ کیلئے قابل عمل طریقہ ہے۔ اس لئے اس میں تغیر و تبدل کی ضرورت نہیں۔ لہٰذا کسی ایک کی موت سے اس پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ کیونکہ اگر اس کو کالعدم قرار دیا جائے تو دوبارہ بھی اس کی بحالی کی ضرورت پڑیگی۔ اس لئے اس کو اپنی حالت پر رکھنا مناسب ہے۔[1]

تھایو سے ملکیت متاثر نہیں ہوتی

منافع کی تقسیم سے حصہ داروں کو استفادہ کا سنہری موقع مل جاتا ہے اس کے ہوتے ہوئے ملکیت متاثر نہیں ہوتی۔ مالک اگر چاہے کہ اپنا حصہ فروخت کرے۔ تو اس کو یہ حق حاصل ہے۔ تاہم ایسی حالت میں "تھایو" کالعدم متصور ہو گا۔ جدید مالک سے دوبارہ معاہدہ کی ضرورت پڑے گی۔ کیونکہ یہ ضروری نہیں۔ کہ وہ سابقہ معاہدہ پر راضی ہو۔[2]

تھایو فسخ کرنے کے ذرائع

بلا وجہ تھایو فسخ کرنا نامراد سعی کے مترادف ہے۔ تاہم جو تھایو باہمی رضامندی سے ہو۔ اس کا قیام و زوال شرکاء کے ہاتھ میں ہے۔ اس لئے شرکاء باہمی رضامندی سے جب چاہیں۔ ختم کرا سکتے ہیں۔ لیکن یہ ضروری ہو گا۔ کہ ایسے اقدام سے کسی کی حق تلفی نہ ہو مثلاً "تھایو بالا سفلال" میں چند شرکاء اپنے حصے سے فارغ ہوتے ہوں۔ لیکن کسی ایک شریک کا نمبر ابھی باقی ہو۔ تو ایسی حالت میں شرکاء کے فسخ کرنے سے اس سے ایک بے چارہ کا حق متاثر ہو گا۔ اسلئے فسخ کرنے کے لئے جملہ شرکاء کے حقوق پورے ہونے کا انتظار کیا جائیگا۔[3]

"جبری تھایو"

میں قوت زیادہ ہوتی ہے۔ اس لئے ایک شخص کے مطالبے پر تھایو ختم نہیں کیا جا سکتا۔ لیکن جہاں کہیں جملہ شرکاء اس کی ضرورت کو محسوس نہ کریں۔ تو باہمی اتفاق سے ختم کرا سکتے ہیں۔[4]

---

[1] مجلہ الاحکام المادہ، 1191

[2] مجلہ الاحکام المادہ، 1190

[3] شرح مجلہ الاحکام / 653

[4] شرح مجلہ الاحکام خالد اتاسی 4/ 31

تھایو میں تعین وقت یا حصہ کا طریقہ کار

باہمی مشاورت سے یقین کا جو طریقہ اپنایا جائے۔ اس میں کوئی حرج نہیں۔ لیکن اگر کہیں تھایو زمانی میں اختلاف آیا۔ کہ سب سے پہلا حق کس کا ہو گا۔ یا تھایو مکانی کے تعین میں اختلاف آیا۔ تو نزاع کے دفع کیلئے قرعہ اندازی کی جائیگی۔

البتہ اگر ایک مکان میں تھایو کی دونوں قسموں کی گنجائش ہو۔ اور شرکاء کسی ایک قسم پر اتفاق کرنے سے قاصر ہوں۔ تو حاکم کیلئے کسی ایک قسم کے جبراً منوانے کا حق حاصل نہیں۔ کیونکہ دونوں میں الگ الگ خوبیاں پائی جاتی ہیں۔ اگر تھایو فی المکان اعدل ہے۔ تو تھایو فی الزمان اکمل ہے۔ اسلئے قاضی یا حاکم کی یہی کوشش ہو گی۔ کہ شرکاء کسی ایک قسم پر متفق ہوں۔[1]

تھایو کا دائرہ کار

حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ کہ ایک چیز پر اگر استعمال کی وجہ سے اثر پڑتا ہو تو اس میں تھایو جائز نہیں۔ لہٰذا اس قسم کے تھایو کا کوئی اعتبار نہیں کہ ایک مشترکہ گھوڑا ایک دن ایک شریک سواری کیلئے استعمال کرے۔ اور دوسرے دن دوسرا۔ کیونکہ اس میں زیادہ کردار سواری کرنے والے کا ہے۔ جسکی مہارت سے حیوان آسانی سے بہت کچھ مسافت طے کر سکتا ہے۔ لیکن کسی کی ادنیٰ بے احتیاطی سے گھوڑا ہلاکت کے دھانے پر پہنچ سکتا ہے۔ (البتہ غلام میں اگر تھایو کا یہ طریقہ اپنایا جائے تو جائز ہے۔ کیونکہ غلام اپنی طاقت سے زیادہ بوجھ اٹھانے کے خلاف آواز اٹھا سکتا ہے۔ جبکہ حیوانات میں اس کے لئے کسی لب کشائی کی طاقت نہیں۔[2]

ایسا ہی گائے بھینس بکری وغیرہ میں اس طریقہ پر تھایو جائز نہیں۔ کہ ایک مہینہ ایک حفاظت کر کے دودھ لیا کرے۔ دوسرے مہینے میں دوسرے کو یہ حق حاصل رہے گا۔ کیونکہ اس میں دودھ کی تقسیم زیادہ مناسب ہے[3]

---

[1] ھدایہ 4 / 358

[2] ھدایہ 4/ 359

[3] ھدایہ 4/الفہ

Scanned with CamScanner

جبری تقسیم کے خطوط کا تعین

مملوکہ اشیاء سے استفادہ اور انتفاع مالک کے بنیادی حقوق کا حصہ ہے اس لئے کسی مالک کو اس کے مالکانہ تصرفات سے منع کرنا' یا اس کے لئے رکاوٹ بننا' اس کے ذاتی امور میں دخل اندازی کے مترادف ہے ۔ تاہم مالک کو ایسی آزادی کا موقع نہیں دینا چاہئے ۔ جس سے معاشرہ کے دوسرے افراد کو تکلیف ملنے کا خدشہ ہو ۔ 1

یہی وجہ ہے کہ پن چکی اور لوہار کی دکان سے قرب و جوار کی آبادی متاثر ہوئے بغیر نہیں رہتی ۔ اس لئے کسی مالک کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ ہمسایہ کی اجازت کے بغیر اپنے مکان میں پن چکی بنائے یا لوہار کی دکان ڈال دے ۔ 2

اس لئے مالک پر بعض پابندیاں عائد ہوتی ہیں ۔ تاکہ اس کی ذاتی منفعت سے انسانی ہمدردی متاثر نہ ہو اور نہ انسانی اقدار اس سے مجروح ہوں ۔ انفرادی ملکیت کی نسبت سے مشترکہ اموال میں ان احتیاطی تدابیر کی ضرورت زیادہ محسوس ہوتی ہے ۔ کیونکہ وہاں پر ہر وقت شریک کار کو تکلیف ملنے کا امکان ہوتا ہے ۔ شرکاء کی ذمہ داری ہے کہ وہ خود فائدہ لیں ۔ رفقاء کو بھی استفادہ کا موقع دیں ۔ اس لئے شرکاء باہمی رضا مندی سے استفادہ کے لئے کوئی ایسا طریقہ مخصوص کریں جو شریعت کے کسی دوسرے قواعد سے متصادم نہ ہو ۔ تو اس میں کوئی حرج نہیں ۔ شرکاء کسی چیز میں تقسیم کی گنجائش کے باوجود "تہایو" پر اتفاق کرسکتے ہیں ۔ حاکم وقت جبر و طاقت سے ان کو تقسیم کرنے پر مجبور نہیں کرسکتا ہے ۔ لیکن جہاں کہیں شرکاء کسی حتمی نتیجہ پر پہنچنے سے قاصر ہوں ۔ اجتماعی طور پر مشترکہ مالیت کو باقی رکھنے کے حق میں نہ ہوں اور استفادہ کے جملہ ممکنہ ذرائع میں کوئی ایک ذریعہ ان کے اختلافات کی وجہ سے ان کے لئے قابل عمل نہ ہو ۔ ایسی حالت میں قاضی ر حاکم وقت کی ذمہ داری شروع ہو جاتی ہے ۔ گویا جبری تقسیم کا دائرہ وہاں سے شروع ہوتا ہے ۔ جہاں پر اختیاری تقسیم کا دائرہ ختم ہوتا ہے ۔ اس لئے جہاں کہیں اختیاری تقسیم ممکن ہو تو قاضی اپنا فیصلہ شرکاء پر مسلط نہیں

1:- مجلۃ الاحکام المادہ' 1197

2:- ایضاً" المادہ / 1200

کرسکتا۔ تاہم اختیاری تقسیم کی طرح جبری تقسیم بھی جائز ہے۔

اختیاری اور جبری تقسیم کا فرق

" اختیاری تقسیم " کا وجود طرفین کی رضامندی کا محتاج ہے۔ کسی ایک کی رائے کے اختلاف کی صورت میں اکثریت کی رائے کو اعتبار دینا اختیاری تقسیم کی حقیقت کو بدلنے کا نام ہے۔ اختیاری تقسیم پایہ تکمیل تک پہنچنے سے قبل ہر ایک کو رجوع کا حق حاصل ہے۔ البتہ جبری تقسیم میں قاضی کا فیصلہ ضروری ہے اور انکار کی صورت میں جبراً منوانے کا حق قاضی کو حاصل ہے۔ 1

تاہم جبری تقسیم کے نفاذ میں تمام یا بعض شرکاء کا مطالبہ ضروری ہے۔ ورنہ قاضی اپنی طرف سے کسی جائیداد بغیر کسی مطالبہ کے تقسیم کرسکتا " اختیاری تقسیم " کا یہ مطلب نہیں کہ اس میں قاضی کے قضاء کا دخل نہ ہو۔ بلکہ جملہ شرکاء کی رضامندی سے کسی قابل عمل صورت پر اتفاق اختیاری تقسیم ہے۔ اس لئے اگر قاضی ان کی رضامندی پر اس صورت کو قابل عمل بنانے میں ان سے تعاون کرے۔ تو پھر بھی یہ اختیاری تقسیم رہے گی۔ ۲

قاضی کو تقسیم کرتے وقت خیال رکھنا چاہیئے کہ اس سے اس کے مقصودی منافع فوت نہ ہوں۔ مثلاً گھر کا بنیادی مقصد رہائش ہے۔ لہذا اگر کہیں تقسیم ایسے اندازہ پر ہو جس میں کسی کے لئے رہائش ممکن نہ ہو، تو ایسی تقسیم اس گھر کے منافع ضائع کرنے کے مترادف ہے۔ لہذا کسی حاکم کے لئے ایسے وقت میں جبر جائز نہیں۔

البتہ اگر اختیاری تقسیم سے مقصودی منافع بحال رہنے کا امکان نہ ہو تو پھر بھی شرکاء باہمی رضامندی سے کرسکتے ہیں۔ کیونکہ اختیاری تقسیم میں منافع بحال رہنے کا

1:- مجلۃ الاحکام المادہ 1121

2:- شرح المجلۃ خالد الاتاسی 58/4

امکان ضروری نہیں ۔ بلکہ مالکان حقوق کی وجہ سے مالکوں کو ہر قسم کے تصرفات کا حق حاصل ہے ۔[1]

جبری تقسیم کا محل

اس لئے کہا جاسکتا ہے کہ جبری تقسیم کا محل خاص ہے ۔ یہ تقسیم وہاں جاری نہیں ہوتی ۔ جہاں مختلف اجناس کی تقسیم مقصود ہو ۔ کیونکہ ایسی اشیاء میں عدل و انصاف کی رعایت ممکن نہیں ۔ اگرچہ یہ اشیاء ذوات الامثال یا ذوات القیم میں سے ہوں ۔ یعنی قاضی کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ کسی ایک شریک کے مطالبہ پر مختلف الاجناس اشیاء ایسے طریقہ پر تقسیم کرے کہ ایک جنس ایک شریک کو اور دوسری جنس دوسری جنس دوسرے شریک کو یا کسی ایک کو گندم کی خاص مقدار اور دوسرے کو مکئی کی خاص مقدار دے دے ۔ البتہ اختیاری تقسیم کا دائرہ وسیع ہے ۔[2]

اشیاء میں بنیادی طور پر مقصودی منافع منظور نظر ہوتے ہیں ۔ اس لئے یہاں کہیں منافع مختلف ہوں ۔ اگرچہ ان کی صنعت ایک مادہ سے ہو ۔ پھر بھی مختلف الاجناس اشیاء شمار ہوں گی ۔ لہٰذا برتنوں میں مادہ یا وزن کی مساوات کا کوئی اعتبار نہیں ۔ جب تک منافع ممتد نہ ہوں ۔[3]

اس لئے جواہر اور غلام میں باطنی کمالات ہیں تفاوت کی وجہ سے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ایک جنس مشار نہیں ۔ لہٰذا دو غلاموں یا دو جواہر کی موجودگی میں ایک ایک دینے سے انصاف کا قیام مشکل ہے ۔[4]

جبری تقسیم کی شرائط

جبری تقسیم کے محدود دائرہ کو مدنظر رکھتے ہوئے فقہاء کرام رحمہم اللہ چند شرائط کی رعایت ضروری سمجھتے ہیں ۔ تاکہ کہیں کسی قاضی کی غیر ذمہ دارانہ حرکت کسی کی دل

---

[1] مجلۃ الاحکام المادہ :- 1141

[2] مجلۃ الاحکام المادہ :- 1135 [3] ہدایۃ 4 / - 351

[4] ایضاً" - المادہ 1136

آزادی کا ذریعہ نہ بنے۔ ان شرائط کی رعایت کا فائدہ یہ رہے گا کہ قاضی اقدامات میں کہیں ندامت اور پشیمانی کا سامنا کرنا نہیں پڑے گا اور نہ کسی ادنیٰ بے احتیاطی سے کئے ہوئے فیصلے کو دوبارہ توڑنے کی ضرورت پڑے گی۔

(1):- تقسیم سے مقصود کا تحفظ

جبری تقسیم کے نفاذ کے لئے اولین شرط ہے کہ اس سے مقصودی منافع متاثر نہ ہوں۔ کیونکہ تقسیم تکمیل منفعت کے لئے ہوتی ہے جب اس سے منافع باقی نہیں رہتے ہوں۔ تو پھر تقسیم کا فائدہ کیا ہے۔ جہاں کہیں ایسی صورت ہو تو قاضی کسی ایک کے مطالبے کے باوجود تقسیم پر اقدام نہیں کرے گا۔ لیکن شرکاء اگر باہمی رضا مندی سے ایسی تقسیم کریں تو قاضی کو منافع کرنے کا اختیار حاصل نہیں۔[1]

پن چکی کی تقسیم سے اس سے فوائد باقی نہیں رہتے۔ ہاکنواں، حمام، چھوٹا گھر یا گھر کی دیوار تقسیم کے بعد قابل استفادہ نہیں رہتی۔ اس لئے یہ اشیاء جبری تقسیم کے دائرہ سے باہر ہیں۔ بلکہ وہ چیز جس میں توڑنے کی ضرورت پڑے وہ بھی جبری تقسیم کا محل نہیں۔[2]

اشیاء کی منافع کی رو سے اندازہ ہوتا ہے کہ ان کی دو قسمیں ہیں۔ اگر مکیلات و موزونات ہوں۔ تو تقسیم سے ان اشیاء کی حقیقت پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ اجتماعی حالات میں مکیلات و موزونات کا جو فائدہ ہوتا ہے۔ انفرادی حالت میں بھی وہ اس سے لیا جاسکتا ہے۔ لیکن ذوات القیم میں اجتماعی طور پر شرکاء کو جو فائدہ ملتا ہے ان کے توڑنے اور تقسیم کرنے کے بعد ان اشیاء سے اس فائدہ کی توقع رکھنا بے سود ہے۔ اس لئے اول الذکر اشیاء میں جبری تقسیم جائز ہے اور موخر الذکر میں جائز نہیں۔

اگر تقسیم سے جزوی طور پر کسی ایک شریک کو نقصان ملتا ہو۔ مثلاً" ایک کا حصہ زیادہ ہو۔ دوسرے کا حصہ کم ہو۔ تو زیادہ حصہ رکھنے والے کے مطالبے پر جبری تقسیم جائز ہے۔ کیونکہ اتنے حصے سے استفادہ مالک کا ذاتی حق ہے اور مالکانہ تصرفات بروئے کار لانے کے لئے یہ ضروری نہیں کہ کسی دوسرے کو غیر اختیاری طور پر کوئی تکلیف نہ

1:- شرح مجلۃ الاحکام محمد خالد الاتاسی 86/4

2:- مجلۃ الاحکام المادہ :- 1141

...ن کا حق کسی جزوی حق سے متاثر نہیں ہوتا۔ البتہ اگر کم حصہ والے تقسیم کا
...جس کو تقسیم سے نقصا نملنا یقینی ہو تو ایسی حالت میں اپنے نقصان پر راضی
...زین سے قاضی جبری تقسیم کرسکتا ہے۔ قدوری رحمہ اللہ کے نزدیک صاحب قلیل
...ی وجہ تقسیم نہیں ہوسکی۔ کیونکہ اس کے مطالبے کے پیچھے ایک مذموم جذبہ
...لے پر نقصان برداشت کرکے دوسرے کو فائدہ دینا گوارا نہیں کرتا۔
...وتا ہے۔ جو

...زروئے شرع ایسے ضدی شخص کے مطالبے پر کوئی توجہ دینا مناسب نہیں۔ اس
...ی کے کہنے پر تقسیم کی ضرورت نہیں۔(1)
...دونوں اقوال میں موخر الذکر قول قوی معلوم ہوتا ہے کیونکہ ایسی حالت میں
...ی دہندہ کے عریضہ پر کوئی ایسا قابل ذکر فائدہ مرتب نہیں ہوتا۔ جو قاضی کی
...قائم البدل ہو۔ شوافع رحمہ اللہ اور حنابلہ رحمہ اللہ کا مذہب بھی احناف رحمہ اللہ کے مذہب
...معلوم ہوتا ہے۔ البتہ موالک رحمہ اللہ کے نزدیک ایسی صورت میں نزاع ختم
...ے لئے ایک دوسرا طریقہ بھی پایا جاتا ہے کہ قاضی مشترکہ سرمایہ فروخت کرکے
...یت شرکاء میں تقسیم کرے۔ تاہم اس کے لئے چند امور کی رعایت ضروری ہے

(1) مطالبہ کرنے والے کے حصے کی قیمت انفرادی طور پر کم ہو۔ تب حیر ہوگا۔

...ا۔
...ع سے انکار کرنے والا کہیں موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے تقسیم کے مطالبہ کرنے
...قیمت میں زیادہ بوجھ نہ ڈالے۔
(2) تقسیم کے مطالبہ کرنے والے کا حصہ انفرادی طور پر قابل فروخت نہ ہو۔
...ورنہ اگر اس میں مستقل طور پر اگر فروخت کی گنجائش ہو تو پھر بلا وجہ دوسرے
...جائز نہیں۔
(3) فروخت کے علاوہ "تھایو" کی کوئی صورت (مثلاً" کرانسی کرنے کیلئے) قابل
...ورنہ ایسی حالت میں کسی جبری بیع کو اعتبار نہیں۔(2)

350/4...

(4) جبری تقسیم میں بنیادی نکتہ عدل و انصاف کا قیام ہے اس لئے یہ ضروری ہے کہ ایسی تقسیم کسی کی حق تلفی پر منتج نہ ہو ۔ ورنہ غیر عادلانہ تقسیم اس کے بنیادی فلسفہ سے متصادم ہو کر کالعدم رہے گی۔[1]

شاید یہی وجہ ہے کہ غبن فاحش کے وقت جبری تقسیم کالعدم رہ کر دوبارہ کی جائے گی۔

(5) جس چیز کی تقسیم کی جا رہی ہو ۔ وہ متحد الجنس ہو ۔ ورنہ مختلف اجناس میں تبادلہ کی حقیقت غالب ہو کر قاضی ر حاکم جبری طور پر ایسی چیز تقسیم نہیں کرا سکتا ۔

کیونکہ تبادلہ میں رضا مندی ضروری ہے ۔ جو جبری تقسیم میں باقی نہیں رہتی ۔ ان شرائط کی موجودگی میں قاضی کو تقسیم منوانے کا حق حاصل ہے اور اگر کوئی ایک انکار کرے تو اس پر منوانے کے لئے طاقت کا استعمال بھی جائز ہے۔[2]

جبری تھایو

جبری تقسیم کی تھایو میں جبر جائز ہے ۔ اس لئے جس چیز میں تقسیم کرنے کی صلاحیت نہیں پائی جاتی ہو ۔ تو اس میں استفادہ کے لئے تھایو متعین ہے ۔ اس لئے حاکم کے پاس اگر کوئی ایک شریک یہ درخواست دائر کرے ۔ کہ فلاں چیز جس کی تقسیم ممکن نہیں ۔ اس میں ہمیں استفادہ کے لئے باری مقرر کرنے کا موقع دیا جائے ۔ تو حاکم اس میں طاقت استعمال کرکے جبری طور پر منوا سکتا ہے۔[3]

کیونکہ اگر اس کی اجازت نہ ہو تو پھر متعدد قابل استفادہ اشیاء تعطل کی شکار رہیں

جبری تھایو کی شرائط

لیکن جبری تھایو کے لئے بھی جبری تقسیم کی طرح چند امور کی رعایت ضروری ہے

(1) کسی ایک کا مطالبہ

جبری تھایو کے لئے ضروری ہے کہ شرکاء میں سے کوئی ایک درخواست کرے ۔

1:- زیلعی 275/4

2:- الفقہ الاسلامی وادلتہ :- 271/5 3:- مجلۃ الاحکام المادہ، 1183

ورنہ اس کے بغیر قاضی کسی کے ذات احوال میں دخل اندازی کا حق نہیں رکھتا ہے۔

(2) منفعت کا اتحاد

دوسری شرط یہ ہے کہ مشترکہ احوال کی منفعت ایک ہو۔ گویا جس طرح متحد الجنس ہونا تقسیم کے لئے ضروری ہے۔ تو تھایو کے لئے متحد المنعفت ہونا ضروری ہے۔ ورنہ جہاں کہیں منافع متحد نہ ہوں تو وہاں پر تھایو میں جبر جائز نہیں۔ اس لئے اگر ایک شخص کو مکان رہنے کے لئے دیا جائے اور دوسرے کو دکان میں کاروبار کا موقع دیا جائے یا ایک کو مکان رہنے کے لئے دیا جائے اور دوسرے کو زمین کاشت کے لئے حوالہ کی جائے۔ تو ایسا تھایو اگرچہ شرکاء باہمی رضا مندی سے کرسکتے ہیں۔ لیکن قاضی کو طاقت کے بل بوتے منوانے کا حق حاصل نہیں۔ [1]

دو مکانات اگرچہ ذاتی طور پر حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک متحد الجنس نہیں۔ کیونکہ مکان کی حیثیت مسجد کے قرب و بعد یا پڑوس کی وجہ مختلف ہوتی رہتی ہے۔ لیکن با اعتبار منفعت دونوں مکانات آپس میں متحد اور یکساں ہیں۔

اس لئے جملہ فقہاء کرام رحمۃ اللہ علیہم: احناف رحمۃ اللہ علیہم کے نزدیک ان میں جبری تقسیم جائز نہ ہونے کے باوجود جبری تھایو جائز ہے۔ [2]

البتہ حیوانات کے درمیان خدمت لینے والے کی قابلیت اور نا اہلیت کی وجہ سے منافع میں یکسانیت ممکن نہیں رہتی۔ اس لئے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ان میں تھایو جائز نہیں۔ لیکن صاحبین رحمۃ اللہ علیہما کے نزدیک جیسا کہ دو حیوانات کی جبری تقسیم شروع ہے۔ اس طرح ان سے استفادہ کے لئے تھایو اختیار کرنے میں جبر جائز ہے۔ [3]

اور جہاں کہیں یکسانیت کی بحالی کا کوئی طریقہ ناقابل عمل ہو۔ تو وہاں پر اختلاف جنس کے باوجود جبری تھایو اختیار کیا جاسکتا۔ اس لئے دو غلاموں کے درمیان خدمت لینے پر تھایو میں جبری بالاتفاق جائز ہے۔ کیونکہ صاحبین رحمۃ اللہ علیہما کے نزدیک جیسا کہ عین (ذات) کی تقسیم ہوسکتی ہے تو منافع میں بھی ممکن ہے۔

1:- مجلۃ الاحکام المادہ :- 1181

2:- الزیلعی 276/4

3:- مجلۃ الاحکام المادہ :- 1177

جبکہ حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک ذات میں باطنی امور میں تفاوت کی وجہ
سے تقسیم جائز نہیں۔ لیکن خدمت لینے میں کوئی خاص تفاوت نہیں رہتی۔ بلکہ خادم
خلاف معمول خدمت لینے کے وقت اس کے خلاف آواز اٹھا سکتا ہے۔ اس لئے غلاموں
کے درمیان جبری تہایو جائز ہے۔1

متبادل ذرائع

جہاں کہیں "تہایو" کے جواز کی شرطیں مفقود ہوں۔ تو پھر قاضی کو جبراً تہایو
کا حق حاصل نہیں۔ لیکن ایسی حالت میں کیا طریقہ اختیار کیا جائے گا۔ فقہ حنفی کی
کتابوں سے اندازہ ہوتا ہے کہ تہایو کا جواز منافع میں نظریہ ضرورت کے تحت ہو۔ اس
لئے جب طرفین کی تقسیم ممکن نہ ہو تو منافع میں تہایو اس وقت جائز ہے۔ جب
خود منافع کی تقسیم ممکن نہ ہو۔ اس لئے کسی درخت کے پھل میں تہایو اس طرح
جائز نہیں۔ کہ ایک شریک کو ایک سال اور دوسرے شریک کو دوسرے سال استفادہ
کا موقع دے کر پھل اس کو دیا جائے۔ بلکہ اس میں اس کی گنجائش پائی جاتی ہے۔
خود پھل حاصل ہونے پر شرکاء میں حسب حصص تقسیم کیا جائے۔ یا گائے، بھینس یا
بکری کے دودھ میں "تہایو" اختیار کرکے اوقات کے اعتبار سے دودھ دیا جائے۔ یہ جائز
نہیں۔ بلکہ جتنا دودھ حاصل ہو۔ وہی شرکاء میں حصوں کے اعتبار سے تقسیم کیا جائے
۔ گویا ایسی حالت میں عین کی تقسیم کی جگہ منافع تقسیم کئے جائیں 2۔

اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ جہاں کہیں منافع کی تقسیم ممکن ہو۔ تو وہاں پر تہایو
کا اختیار کرنا مناسب نہیں۔ کیونکہ تہایو کی نسبت سے منافع کی تقسیم میں املاک کا افراز
اور امتیاز کامل طریقہ سے آتا ہے۔ جس کو ترجیح دی جائے گی۔

لیکن اس سے بھی بسا اوقات مشکلات کا حل ہونا ممکن نہیں۔ کیونکہ ایک گاؤں کے
ایک بھینس کے دودھ کے لئے صبح و شام حاضر ہو کر اپنے حصے کا دودھ لینے کا بوجھ اس
پر فائدہ کی نسبت سے زیادہ باعث نقصان بن جاتا ہے۔ یہ ایسا مسئلہ ہے جس میں رضا
مندی کا اظہار بھی مسئلہ کا حل نہیں۔ کیونکہ ایک شریک اگر دوسرے کو اپنا حصہ ہبہ
کرے تو یہ ہبہ مشاع ہو کر احناف رحمہم اللہ کے مذہب میں بے سود ہے۔

1:۔ شرح مجلۃ الاحکام محمد خالد الاتاسی 122/4 2:۔ تکملہ بحرالرائق 8/159

ہم اگر ایک مالک دودھ استعمال کرکے بعد میں دوسرا ساتھی اس کو اپنا حصہ بخش
تو پھر اس کی ذمہ داری چھوٹ جاتی ہے ۔ کیونکہ ایسی صوت میں تاوان ۔

ت) کے مترادف ہے ۔ جو جائز ہے ۔ 1
ی بن ابی بکرؒ نے متبادل ایک قابل عمل صورت کی تجویز کی ہے ۔ کہ ایسی حالت
ہا استفادہ کرنے والا ساتھی اپنا حصہ اس ساتھی پر فروخت کرے ۔ جو پہلے
کا خواہاں ہو اور بعد میں اس کا حصہ خود خریدے ۔ یا ایک دوسرے کو اپنا اپنا
قرض دیا جائے ۔ ایسی حالت میں قرض یا بیع میں حصہ کا شائع ہونا نقصان دہ
اس لئے یہ صورت جائز رہے گی ۔ 2
لیکن اس کے جواز کے باوجود قاضی کا جبر کا حق حاصل نہیں ۔ اس لئے یہ
شرکاء کی رضامندی تک محدود ہے ۔
البتہ جہاں کہیں معاشرہ میں تک محدود ہو ۔ تو ایسی مملوکہ اشیاء کی آمدنی جملہ
حصص کے اعتبار سے تقسیم ہوگی مثلاً کشتی، بن چکی، حمام، ذرائع آمدورفت ۔
کارخانے وغیرہ) میں آمدنی سے ہر ایک کو اس کا حصہ دیا جائے گا اور اگر کوئی
تو قاضی اس میں طاقت استعمال کرکے تھایو پر شرکاء کو مجبور کرسکتا ہے ۔ لیکن
تھایو " کی صورت میں اگر کسی ایک کے حصہ کی اجرت دوسرے کو دی گئی ۔
زیادہ ثابت ہوئی تو زائد حصہ میں جملہ شرکاء شریک رہیں گے ۔ 3

دیل کی ضرورت کا احساس

لیکن جہاں کہیں کسی مشترکہ سرمایہ میں تقسیم کی طرح تھایو کی گنجائش نہ ہو اور
بھی کوئی خاص صورت نہ ہو ۔ تاکہ شرکاء کو آمدنی سے حصہ دیا جائے گا ۔ ایسی
اگر اختیاری تقسیم میں جو کوئی ممکن قابل عمل صورت اختیار کیا جائے تو کوئی
۔ لیکن جبری تقسیم کا مسئلہ بسا اوقات سنگین صورت اختیار کرسکتا ہے ۔ اس
حالات میں شوافع حضرات رحمہم اللہ کے مذہب میں " قسمته التعدیل " سے

الرائق 158/8
359/4
3:- مجلۃ الاحکام المادہ 1174

مسئلہ حل ہونے کے لئے مواد مل سکتا ہے۔

کہ حصوں کی تقسیم قیمت کے اعتبار سے کیا جائے۔ تاکہ جملہ شرکاء میں مساوات قائم رہے۔ مثلاً" زمین کا کچھ حصہ اچھا ہے۔ جسمیں زرخیزی زیادہ ہے۔ یا اس میں کنواں ہے اور یا کسی سڑک کے قریب ہے۔ ایسے معمولی قطعہ اراضی کی قیمت اس عظیم قطعے سے یقیناً" اچھی ہوتی ہے جو ان سہولتوں سے محروم ہو یا ایک قطعہ اراضی پر کھجور کا باغ ہو اور دوسرے قطعے میں انگور کا باغ ہو۔ تو ایسی حالت میں قیمت کا اعتبار ہو کر مساوی حصص کے باوجود قطعات اراضی میں تفاوت رکھنے میں کوئی حرج نہیں ایسے وقت حالت کو سدھارنے کے لئے قاضی کو جبر کا حق حاصل ہے۔1

اور اگر اس سے مسئلہ حل نہ ہو تو پھر" قسمتہ الرد " کی گنجائش بھی باقی جاتی ہے کہ توازن اور تناسب برقرار رکھنے کے لئے کسی ایک فریق پر کچھ نقد رقم لازم قرار دے دیا جائے۔2

تاہم اس میں تبادلہ کی حقیقت نمایاں ہونے کی وجہ سے طاقت کے استعمال کی گنجائش بہت کم معلوم ہوتی ہے۔

فقہ حنفی رحمہ اللہ میں بھی مفتی بہ قول کی رو سے قیمت کے اعتبار کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ اس لئے جہاں کہیں شرکاء کے درمیان ایسی جائیداد شریک ہو۔ جو آپس میں متفاوت ہو۔ مثلاً" ایک ایسا گھر ہو۔

جس میں دونوں چھت ہوں۔ دوسرے گھر میں بالائی چھت ہو اور تیسرا گھر صرف تحتانی چھت پر مشتمل ہو۔ ظاہر ہے کہ تحتانی چھت کے جو فوائد ہیں وہ بالائی منزل میں حاصل پر مشتمل نہیں ہوتے ہیں۔ حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور حضرت امام ابو یوسف رحمہ اللہ اگرچہ ایسی جائیداد میں زائد منافع کو اعتبار نہ دیتے ہوئے مساحت میں ذرع کا اعتبار دیتے ہیں۔ لیکن حضرت امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک ہر ایک گھر کی قیمت معلوم کرکے ایسی عادلانہ تقسیم کی جائے گی۔ جس میں قیمت کا اعتبار ہوگا۔ مساحت کا اعتبار نہیں ہے۔7

لیکن قیمت کا اعتبار کرتے ہوئے کسی شریک کو جائیداد سے نہیں نکالا جائے گا۔ اس کے حصے میں قیمتی ٹکڑا اگرچہ تھوڑا ہی کیوں نہ ہو۔ اس کو دیا جائے گا۔ بقیہ 9

تبصرۂ کتب

مولانا حسین احمد ناظم تعلیمات
جامعہ عثمانیہ

نام کتاب: انوار حق خطبات:- مولانا انوار الحق صاحب مدظلہ،
ناشر:- موتمر المصنفین دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک ضلع نوشہرہ
قیمت 80 روپے

خطبات و مواعظ کی اثر آفرینی اور سحر انگیزی ہر دور میں مسلم رہی ہے۔ خود حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی "ان من البیان لسحرا" (بے شک بعض بیان جادو ہوتے ہیں) اس پر شاہد عدل ہے۔ اسلاف کے تذکرے ایسے واقعات سے بھرے پڑے ہیں کہ خاصان خدا کے مواعظ و خطبات سے ہزاروں لاکھوں انسانوں کے دلوں کی دنیا بدل گئی۔ راہزن راہبر بنے۔ قاتل و غارت گر امن و سلامتی کے پیامبر ہوئے۔ غاصب و چیرہ دست حقوق انسانی کے علم بردار بنے۔ جن کا گوشت پوست ہی حرام سے پروان چڑھا تھا، انہوں نے حرام خوری سے توبہ کرکے حلال کے رزق کفاف پر اکتفا کیا اور گمراہوں نے ہدایت پائی۔ یہ سلسلہ تا ایں دم جاری ہے اور قیامت تک رہے گا

مواعظ و خطبات کو محفوظ اور جمع کرنے کی روایت بھی نئی نہیں۔ ادب عربی کی امہات الکتب میں عرب کے ادباء و خطبا، سلاطین و خلفاء، علماء و صلحاء کے خطبات کے ایسے سینکڑوں بلکہ ہزاروں نمونے محفوظ ہیں جنہیں پڑھ کر عقلیں دنگ اور زبانیں گنگ ہو کر رہ جاتی ہیں اور آدمی حیرت و استعجاب کے ساتھ یہ سوچنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ مرور ایام کے باوجود آج ان خطبات کی تاثیر کا یہ عالم ہے تو جب بڑے بڑے مجمعوں میں ان آتش بیاں خطیبوں کی زبانوں سے نکل کر یہ خطبے اہل زبان سامعین کی سماعت سے ٹکراتے ہوں گے۔ تو ان کی قوت و تاثیر کا کیا عالم ہوتا ہوگا اس کا اندازہ نہیں کیا جاسکتا اور یہ عربی زبان، سر زمین عرب اور اسلام ہی کی خصوصیت نہیں بلکہ دوسری زبانوں، مختلف علاقوں اور دیگر مذاہب کے لوگوں میں بھی زور بیاں کا جادو جگانے والے شعلہ بیان مقرر ہر دور میں پیدا ہوتے رہے ہیں۔ یہ اور بات ہے کہ قوت و وسعت اور فصاحت و بلاغت میں کوئی زبان عربی کی گرد کو نہیں پہنچ سکتی۔

Scanned with CamScanner

ماضی قریب میں برصغیر نے بھی اپنے وقت کے عظیم خطیب پیدا کئے ۔ مولانا عطاء اللہ شاہ بخاری، مولانا ابوالکلام آزاد، حکیم الاسلام مولانا قاری محمد طیب اور دوسرے حضرات کے نام اس سلسلے میں لئے جاسکتے ہیں ۔ جنہوں نے اس میدان میں لوہا منوایا اور ان میں بعض حضرات کے خطبات جمع و شائع بھی ہوئے جو آج بھی خواص و عوام میں مقبول ہیں ۔

پیش نظر کتاب " انوار حق " بھی اسی مبارک سلسلے کی زریں کڑی ہے دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کے نائب مہتمم اور استاد حدیث و تفسیر مولانا انوارالحق مدظلہ العالی کے ان خطبات جمعہ کا مجموعہ ہے جو انہوں نے اس مسجد کے منبر و محراب سے دیئے ۔ جس میں دارالعلوم حقانیہ کی ابتداء ہوئی اور جس میں ان کے عظیم والد شیخ المحدثین حضرت مولانا عبدالحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ عرصہ دراز تک جمعہ کا خطبہ ارشاد فرماتے رہے ہیں ۔ حضرت مرحوم کے مواعظ جمعہ " دعوات حق " کے نام سے موتمر المصنفین سے شائع ہو کر مقبول عوام و خواص ہوئے ہیں ۔

حضرت شیخ کی رحلت کے بعد سے خطبات جمعہ کی صورت میں دعوات حق کا سلسلہ ان کے لائق و قابل جانشین مولانا انوارالحق صاحب جاری رکھے ہوئے ہیں سلسلے کے اٹھارہ خطبات پر مشتمل " انوار حق " کی پہلی جلد میرے سامنے ہے ۔ انوار حق گویا دعوات حق ہی کا تسلسل ہے ۔ دونوں کا مطالعہ کیجئے تو آپ محسوس کریں گے انداز بیاں کی وہی سادگی و دل نشینی الفاظ کی بے ساختگی و روانی، زبان کی حلاوت و شیرینی جذبات کا خلوص اور حرارت ایمانی جس نے " دعوات حق " کو حسن قبول بخشا ہے " انوار حق " میں بھی اس کا عکس و پر تو جھلکتا نظر آتا ہے ۔

عقائد و ایمانیات، اسرار و عبادات، سیرۃ و اخلاقیات، تذکار آخرت اور قیامت کی امارات اور دیگر اہم موضوعات پر مشتمل یہ گنجینہ اسرار ان تمام معائب اور کمزوریوں سے پاک ہے ۔ جو عام خطبات میں پائی جاتی ہے ۔ جیسا کہ عرض کیا جا چکا صاحب خطبات ایک جید عالم دین اور ایک عظیم دینی درسگاہ کے استاذ حدیث و تفسیر ہیں اس لئے خطبات میں آیات کے مطالب و مفاھیم کی صحت اور پیش کردہ احادیث کے استناد میں کوئی کلام نہیں کیا جاسکتا ۔ ہر بات جچی تلی اور ذکر کردہ ہر واقعہ صحیح، برمحل اور

بقیہ

جامعہ کی مجلس شوریٰ کا سالانہ اجلاس

معلوم رہے - کہ جامعہ کے یوم تاسیس سے ہی مجلس شوریٰ جامعہ کی سب سے با اختیار مجلس رہی ہے - اور وہی اصل حیثت حاکم ہے - انتظامیہ شوری کے فیصلوں پابند اور اس کے سامنے جوابدہ ہوتی ہے - مجلس شوریٰ کا اجلاس ہر سال جمادی ری کے اواخر میں منعقد ہوتا ہے - جس میں صوبے بھر اور بیرون صوبہ سے ارکان جن میں جید علماء کرام' ماہرین تعلیم و معاشیات' ماہرین تعمیرات اور اصحاب الرائے ہیں - شرکت فرماتے ہیں - اگلے سال بھر میں تمام اور مجلس شوریٰ کے فیصلوں کی میں انجام دیئے جاتے ہیں - امسال مجلس شوریٰ کا اجلاس مورخہ 26 اکتوبر 1997ء اتوار بوقت دس بجے صبح حضرت مولانا حکیم الطاف الرحمٰن صاحب سرپرست اعلیٰ عثمانیہ کی صدارت میں منعقد ہوگا - جس کا ایجنڈا درجہ ذیل ہے -

مجلس معائنہ کے رپورٹ کی جانچ پڑتال (مالیات کی مجلس معائنہ کا اجلاس شوریٰ اجلاس سے پہلے ہوتا ہے)

آئندہ سال کے لئے بجٹ پر غور و خوض اور منظوری

المرحلتہ العالیہ (درجہ سادسہ) کے اجراء سے متعلق مجلس تعلیمی کی تجویز -

آئندہ سال کے لئے طلبہ کی تعداد سے متعلق مجلس تعلیمی کی تجویز پر غور -

مزید اساتذہ کا تقرر

جامعہ کیلئے وقف شدہ نئی اراضی واقع چراٹ روڈ پبی میں حفظ کی کلاس کا

دیگر امور باجازت سرپرست اعلیٰ

مجلس شوریٰ کے تمام ارکان کے نام دعوت نامے بھیجے جا رہے ہیں اگر کسی رکن دعوت نامہ نہ ملے تو وہ اسی اعلان کو دعوت نامہ تصور کرکے شرکت فرمائیں -

منجانب :- مفتی غلام الرحمٰن - "مہتمم جامعہ"

Scanned with CamScanner

REGD. NO. P - 402
MONTHLY - AL - ASR PESHAWAR

ہمدردانہ اپیل

جامعہ عثمانیہ کی آپ کی خدمت میں

بحمد اللہ تعالیٰ جامعہ عثمانیہ پشاور کی ظاہری اور باطنی ترقی میں آپ جیسے بے لوث خدام دین کی توجہات کا فعال کردار رہا ہے اس مختصر مدت میں خلاف توقع ترقی محض اللہ کے فضل و کرم اور آپ جیسے حضرات کی توجہات کی مرہون منت ہے وسائل فقدان کے باوجود گذشتہ سال سے جامعہ میں درجہ تخصص فی الفقہ الاسلامی و الافتاء کا اجراء اور جامعہ کے ساتھ متصل مکان کی چار لاکھ روپے میں خریداری حوصلہ افزا اقدام ہے آپکو معلوم ہوگا کہ جامعہ کی تعلیمی و تعمیری کارکردگی اکتالیس رکنی مجلس شوریٰ کے موقر ارکان حضرات کے مشوروں اور فیصلوں کی تابع ہے جس کے لئے ہر سال جمادی الثانیہ کے آخری عشرہ میں اجلاس ہوتا ہے امسال 2 نومبر 1996ء کے منعقدہ اجلاس میں آئندہ تعلیمی سال نمبر 5 کے لئے درجہ خامسہ کے اضافہ اور دوسرے درجات میں جزوی اضافہ کو مد نظر رکھتے ہوئے 12'12'487 (بارہ لاکھ بارہ ہزار چار سو ستاسی روپے) تخمینی بجٹ کی منظوری دی گئی ہے جبکہ سال رواں میں جامعہ کے لئے متصل مکان کی خریداری کی وجہ سے جامعہ تین لاکھ سے زائد کا مقروض ہے۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ پر ہم یہ یقین رکھتے ہیں کہ مجلس شوریٰ کے مخلص اراکین علماء دیوبند [illegible] حضرات کے دستخط سے ثبت شدہ درخواست انشاء اللہ شرف قبولیت حاصل کرے [illegible] آپ جیسے درد دین رکھنے والے مسلمانوں سے رابطہ رکھنا اپنی ذمہ داری [illegible] آپکی حلال آمدنی میں یقیناً" جامعہ کا کچھ حصہ ہو

[illegible] کہ آپکی زکوٰۃ [illegible] اخراجات اور قرض کا ناقابل تحمل بوجھ جزوی طور پر پورا ہو اللہ تعالیٰ [illegible] آپ سب کو اپنے دین کی خدمت کے لئے قبول فرمائے (آمین)

آپ کا خیر اندیش
مفتی غلام الرحمٰن
مہتمم جامعہ عثمانیہ نوتھیہ روڈ پشاور
فون: 273561

اکاؤنٹ نمبر
1204-96
حبیب بنک برانچ پشاور صدر